شبیہ خاص جمشید بادشاہ



جسکو حسب ایمائی منشی بلاقی داس مالک مطبع مولوی رحیم بخش صاحب دہلوی نے بڑی کوشش و تلاش جانفشانی سے تواریخ فارسی سے اردو میں تالیف کیا میور پریس دہلی محلہ پیپل مہادیو میں باہتمام حسن سعی کارپردازان طبع ہوکر فائدہ بخش خاص و عام ہوئی جملہ حقوق مصنفی مطبع کو حاصل ہیں فقط

سوانح عمری جمشید بادشاہ مع ضحاک

آج ہم آپ کے سامنے بہت ہی مختصر اور تُلے ہوئے الفاظ اور اچھوتے مضامین مین ایک ایسے اولوالعزم اور جلیل القدر بادشاہ کے واقعی حالات کا فوٹو کہینچتے ہین جسکی شبیہ سے وقار تمکین عظمت جلال۔ صولت۔ دبدبہ برابر رستا ہے۔ اور جسنے انسان کے تمدنی حالات کے اصول اور طرز معاشرت کے اسلوب کو ایجاد کا لباس پہنایا ہے

تاریخ کی جسقدر معتبر کتابین اسوقت ہمارے زیر مطالعہ ہین اسبابت مین سب متفق الکلمہ ہین کہ جمشید پشدادیون مین چوتھا بادشاہ ہے جس نے زراعت فلاحت پارچہ بافی کا بیج دنیا مین بویا اور سلاح سازی وغیرہ کی سنگین اور مستحکم بنیاد جہان مین ڈالی۔

جہاندار جمشید کی نسب کی بابت مورخین کا کیقدر اختلاف بھی ہے ابو حنیفہ دینوری کا قول ہے کہ جمشید بادشاہ ارفخشد بن سام بن نوح کا پوتا ہے کوئی کہتا ہے شاہ طہمورث کا بھائی یا بہتیجا ہے اور چونکہ طہمورث کا کوئی صلبی فرزند نہ تھا جو اُسکی آنکھ بند ہونیکے بعد اُسکی جانشینی کرتا لہذا جب طہمورث نے دنیائے فانی سے مُنہ موڑا تو فارس کے کارکنون اور دول عظام نے بالاتفاق کرکے جمشید کو شاہی تخت پر بٹھایا اور خسروانہ تاج اُسکے سر پر رکھا مگر مشہور روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمشید خاص طہمورث کا حقیقی فرزند ہے بالجملہ۔

چو طہمورث از ملک بربست رخت ۔ مقرر بجمشید شد تاج و تخت
جہاندار جمشید فرخ سرشت ۔ بیاراست گیتی چو باغ بہشت
نخستین کہ بر ملک بکشاد دست ۔ در فتنہ بر خلق عالم ببست
برون یک سر موے ننہاد پائے ۔ ز انداز طہمورث پاک رائے
بہر کار و ہر جا کہ آہنگ داشت ۔ نظر بر وصایائے ہوشنگ داشت

جب جمشید نے تخت شاہی پر جلوہ گر ہو کر تمام ملک کو اپنا مطیع و زیر نگین پایا تو سب سے پیشتر اپنے جہان آرا عدل و انصاف کی ترشح سے ظلم و جور کی جہان سوز اور بھڑکتی آگ کو جو سالہا سال سے ہر چہار طرف بھڑک رہی تھی یک لخت بجھا دیا اور دنیا کے وسیع و فراخ میدان کو ناجائز زبردستیون اور زار و تعدیون کی خس و خاشاک سے بالکل پاک صاف کر دیا۔

یہ رحم دل اور رعیت دوست بادشاہ اپنی عاجز رعایا پر شفیق باپ اور ناصح طبیب سے کہین زیادہ شفقت و مہربانی کا سایہ مبسوط کئے ہوئے تھا اور اپنی جازم ہمت مخلوق کی آسائش و راحت رسانی پر سدا مبذول رکھتا تھا۔

جمشید فطرتی طور پر کمال عقل حسن صورت اصابت تدبیر مکارم اخلاق مین تمام موجودہ افراد بنی نوع سے کچھ ایسا ممتاز و مفتخر تھا جسکی نظیر اُس زمانہ مین ڈھونڈے نہین ملتی تھی۔ اہل فارس کا قول ہے کہ جمشید کی فرمانروائی کا ہلالی جھنڈا ہفت اقلیم کے تمام قلعون پر اُڑ رہا تھا اور جملہ جن و انس نے اس نیک اور عادل بادشاہ کی اطاعت کا حلقہ گوش دل مین ڈال رکھا تھا اس نے خدا کی جناب مین التماس کی تھی کہ الٰہی اپنی عاجز اور بے بس مخلوق کو مرض موت ہدم سے محفوظ رکھہ چنانچہ اوسکی یہ دعا مستجاب ہوئی اور کامل تین سو سال تک ایک فرد بشر بھی ان المناک حوادث مین مبتلا نہوا۔

اس نے ماہ فروردین کے ابتدا مین خدائی سلطنت کو سونے روپے لکڑی پتھرون کے بتون کی نجاست سے بالکل پاک صاف کر دیا۔ اگرچہ فارس کے اکثر جہلا کا اعتقاد ہے کہ مورخین جسے جمشید کہتے ہین وہ درحقیقت سلیمان علیہ السلام ہین مگر یہ پوچ اعتقاد بچند وجوہ باطل ہے اول یہ کہ جمہور مورخین قائل ہین کہ سلیمانؑ جمشید سے دو ہزار کئی سو برس بعد دنیا مین آئے ہین۔ دوم یہ کہ جمشید آخر عمر مین کافر مرا تھا اور سلیمانؑ بدلیل آیہ وما کفر سلیمان کافر نہ تھے سوم یہ کہ باتفاق اے مورخین حضرت سلیمانؑ پر اُن کا کوئی دشمن مسلط اور غالب نہوا بخلاف جمشید کے کہ اُسکے خونخوار اور قدیم دشمن ضحاک نے اُسے تہ تیغ کر ڈالا۔ خلاصہ یہ کہ جب جمشید دائرہ کی طرح عالم سفلی کے مرکز پر محیط ہوا اور اُسکا امر و نہی تمام بحر و بر کی آبادی پر چل نکلا تو اس نے فکر و تامل بلکہ عبرت کی نظر سے عالم فطرت مین گہرا غور کیا اور آفتاب بصیرت کی تیز روشنی سے اشیا کے حقائق و غوامض کو دریافت کرنا شروع کیا جس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ علوی اجرام اور سفلی اجسام جو باہم طبیعت مین سخت اختلاف و تنافر رکھتے ہین اپنے وجود مین ضرور کسی صانع حکیم کی

ہر وقت اور ہر لمحہ محتاج ہین اور صانع کے واسطے ہر قسم کی تامہ قدرت اور عامہ ارادت کا ہونا ضرور ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ حکیم علی الاطلاق کا جو فعل بھی ہوا کرتا ہے سراسر حکمت سے پر ہوا کرتا ہے جمشید کے دل مین اس عجیب و غریب اور بانیتجہ فکر نے کچھہ ایسا اثر پیدا کیا کہ اُس نے فوراً اپنی سلطنت کے اراکین کو اطراف عالم مین باین غرض روانہ کیا کہ دریا اور جنگل کی موجودات مین سے جو ہاتھہ لگے فوراً ہماری درگاہ مین حاضر کرو اس واجب التعمیل ارشاد کے سنتے ہی ہی خواہان سلطنت ہر چہار طرف پھیل پڑے اور تمام بحری و بری موجودات کو بادشاہ کی رفیع بارگاہ مین لے آئی - اُسوقت جمشید نے فرمایا کہ نباتی مرکبات کو علیحدہ ایک محفوظ مکان مین رکھدو تاکہ خاکی اور آبی اجزا کی نیز اور ہوا اور آفتاب کے اعتدال کے توسط سے قوائے نامیہ غاذیہ مولدہ ہر ایک مین ظاہر ہون خاصیت

جب نقشبند قضا نے تقدیر کی قلم سے عرائس اشجار کا مکھڑا کھولا اور عروسان باغ جمال جہان آرا سے حجاب کی گھونگٹ اولٹی یعنے حضرت ذوالجلال کی بیحد مہربانی سے درخت بارور ہوئے اور جو کچھہ اُن کے ذوات مین مخفی رکھا گیا تھا ظاہر ہوا تو فرخ نہاد جمشید نے اپنی خداداد عقل سے دوا دن اور غذاؤن کے مفردات و مرکبات کے تجربے اور امتحان کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور ہر چیز کی طبیعت و ماہیت کی معرفت کے بعد اسکے نافع کو ضار سے علیحدہ اور جدا کر ڈالا - اور جب اس سے فراغت ہوئی تو دوبارہ ایک اور واجب الاذعان فرمان باین مضمون نافذ فرمایا کہ کانون اور پہاڑون مین جو معدنیات اور فلذات مخفی ہین انہین صحرا مین لاکر جمع کر دو - چنانچہ جب وہ جمع ہو گئے تو جمشید نے غیبی فراست سے لوہے کی اُس جوہر سے جسمین برودت یبوست حدت صلابت ہی ہے شمشیر خنجر زرہ جوشن خود مغفر وغیرہ وغیرہ چیزین طیار کین اور سونے چاندی لعل یاقوت وغیرہ سے عورتون کے زیور اور بادشاہی آرائش دنیاوی کے اسباب بنائے - پھر تیسری دفعہ ابریشم اور قنز کے پیدا کرنے کی طرف مشغول ہوا اور انہین متفرق رنگون سے رنگین کر کے حکم فرمایا کہ اس سے بیش قیمت اور ذرنی لباس طیار کیئے جائین اسکے بعد عود عنبر اور طرح طرح کی عطریات کی ایجاد پر بہت مبذول فرمائی -

جب جمشید ان اہم کامون سے فارغ ہو چکا تو پھر اُسکے دل مین بڑی بڑی عالیشان اور خوشنما سنگین حویلیون کی تعمیر کی آرزو پیدا ہوئی - چنانچہ اسنخر کی عمارت مین بہت سے مقامون کی ترمیم کی اور بہت سے مواضع از سر نو بنائے اور خضر سے رام گرد تک سراسر معمور و آباد کیا اور اپنے دار السلطنت

مین ایک بڑی پختہ اور شاندار عمارت طیار کی جسکو اوس زمانے کے لوگ تخت جمشید کہتے تھے اب زمانہ کی ناموافق پلٹیون نے اگرچہ اوس عمارت کو یکسر خراب اور تہ و بالا کر ڈالا ہے مگر ہنوز وہان کے اوجڑے ہوئے مکان اور منہدم آثار کی مجموعی وضع دلون پر ایک حیرت اثر ڈالتی اور زبان حال سے باواز بلند یون پکار کر کہتی ہے کہ اب ہمنے بھی بالکل تھک کر زمانہ کا ساتھہ چھوڑ دیا۔

اس عمارت کی ڈہی ہوئی اور ٹوٹی پھوٹی دیوارون پر ابتک اون اولوالعزم اور باوقار بادشاہون کی وہ تصویرین کم کم نظر آتی ہین جنھین جمشید نے عبرت کے لئے بڑی آرزو سے ساتھہ چسپان کیا تھا اہل سیاحت جو فارس سے گزر کر ادہر آتے ہین وہ ان عبرتناک آثار اور منہدم مکانات کو دیکھکر سخت تعجب کرتے ہین۔

بالآخر جب تمام عالم اچھی طرح پُر رونق ہوگیا اور اوسکے اسباب نظام بالکل تمام اور پوری ہوگئے تو غنا اور استغنا احتیاج و افتقار کا ظہور ہوا اور آمر و مامور حاکم و محکوم کے مناصب و مراتب وجود مین آئے۔

بعض مورخین کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ارغوانی شراب جو حیوانی روح کی تقویت و تلطیف مین اکسیر کا حکم رکھتی اور انسانی بشرہ کے رنگ و روغن نکالنے مین ایک بہت بڑا اثر رکھتی ہے جمشید ہی کے زمانہ مین بنائی گئی چنانچہ اہل تاریخ ناقل ہین کہ جمشید کو انگور سے پہلے درجہ کی رغبت تھی مگر چونکہ گرمیکے موسم ہین مین اوس سے خاطر خواہ محظوظ نہو سکتا تھا کیونکہ ناموافق ہوا کی تاثیر اور سردی کے غلبہ سے اوسکا اصلی ذائقہ جاتا رہتا تھا لہذا اوسنے حکم نافذ فرمایا کہ بہت سے تازہ انگور توڑ کر بڑے بڑے مٹکون مین بہر دو تاکہ گرمیکے موسم مین کہانے مین آئین مگر جب وہ انگور تھوڑے عرصہ تک مٹکون مین بند رہے تو سڑ بُس کر بالکل خراب ہوگئے اور اونکے شیرہ مین اسدرجہ بدمزگی اور تلخی پیدا ہوگی کہ جمشید کو اوسکے سم قاتل ہونے کا پورا یقین ہوگیا چنانچہ اوسنے یہ خیال کہ یہ انگور کا شیرہ ہلاہل زہر اور جانگداز سم بنگیا اپنے خادمون مین اعلان کرا دیا کہ شیرہ کے مٹکون کو سربند کرکے اونکی پشتون پر یہ مضمون لکھدو کہ ان مٹکون مین انگور کا شیرہ نہین ہے بلکہ یہ زہر ہلاہل سے پُر ہین۔

جمشید کی ایک پری جمال اور حور وش کنیز جو حسن وملاحت اور خوبی وصباحت مین اپنی آپ ہی نظیر ہتی دفعتہ سر کے جانکاہ درد مین مبتلا ہوئی اور اس آن مٹ تکلیف سے اس درجہ عاجز اور رنج ہوئی کہ اپنی پیاری اور عزیز زندگی کو اوسکے مقابلہ مین تلف اور برباد کر ڈالنا آسان سمجھا اور دل ہی دل مین کہنے لگی بہتر ہوگا کہ مین اس جانکاہ درد کی مصیبت سے نجات پانے کی لئے اس جانگداز زہر کو پی جاؤن اور اپنی شیرین جان قابض ارواح کے حوالہ کردون **بیت**

بسر خم کہ نیایم بدراز میخانہ ✽ تا بدانم کہ مرا پر نشود پیمانہ ✽

جمشید کی سادہ مزاج اور سیدہی سادہی بے تکلف زندگی بسر کرنے والی کنیز اگرچہ اپنے خیال مین جانگداز زہر کا چھلکتا ہوا پیالہ چڑہا کر اپنی بیش قیمت بلکہ انمول زندگی کو ملک الموت کی نذر کر چکی ہتی مگر باغبان قدرت کی معجز نما صناعی نے عجیب غریب قسم کا گل کہلایا یعنے ساغر زہر کے پیتے ہی بجائے موت کی تلخی کے بیحد نشاط وخوشی میسر ہوئی یہانتک کہ اوسکا نازک اور خوبصورت چہرہ جوش مسرت سے تمتما اوٹہا اور درد سر کافور ہوگیا اور اسکے بعد کہ درد کی جانکاہ تکلیف سے کئی رات دن اوسکی مست ومخمور آنکھین پتہر کی ہوگئی ہتین اور اوسنے میٹھی میٹھی نیند اسطرح اوڑگئی ہتی جسطرح کسی حسرت نصیب اور پُر درد عاشق کے گلفام چہرہ سے سرخی اور رات ایسی اٹل پہاڑ کے برابر معلوم ہوتی ہتی جیسے کسی ناشاد نامراد منتظر وصال کی کالی رات ایکدن رات برابر پاؤن پہیلائے بڑے اطمینان اور چین کے ساتھ سوتی رہی حتی کہ بیداری کے بعد اپنے کو بالکل تندرست اور صحیح المزاج پایا۔

جب مسرت خیز اور فرحت انگیز خبر جمشید کو پہونچی تو وہ بہت ہی مسرور ہوا اور اس مفرح شراب کو **شاہ دارو** کے نام سے رواج دیا جسکے استعمال سے خود ہی سدا محظوظ رہا اور رعیت کو بھی اوسکی مشکلات اور امراض مین نفع پہونچایا **قطعہ**

شاہ دارو بود شراب ولے ✽ زان چو بر حد اعتدال خوری

لیک با زہر همسری دارد ✽ تو بافراط اگر زلال خوری

بعض اہل تاریخ یون بھی کہتے ہین کہ جمشید نے مبادی سلطنت مین **سجستان** (جو اوسکا دار الخلافہ تہا) سے فارس کی طرف توجہ کی اور ایک بڑے دلفریب اور خوشنما عمارت جسکا

پہیلاؤ صحرا خضرک سے پوری بارہ کوس تک آگے چلا گیا ہے انوکہی شان و شوکت کے ساتہہ تیار کرائے جسکا نظیر کسی دیگر اقلیم و ولایت مین آج تک نظر نہین آتا (اوس زمانہ کے لوگون مین یہ عمارت چہل منارہ سے مشہور تہی) اب یہہ عمارت اگرچہ بالکل شکستہ حال نظر آتی۔ اور گویا مجبور اً زمانہ کا ساتہہ چہوڑا چاہتی ہے صحرا مین اپنی وضع پر نہین رہین پتہر ہر طرف سے گر گر کر چارون طرف ڈہیر ہوگئے ہر جانب سے خاموشی خاموشی اور ہو کا عالم نظر آتا ہے ہان البتہ کبھی سنسان جنگل کی ہوا کی جنبش اور گنجان درختون کے پتون کی کہڑکہڑاہٹ پرندجانورون کے چہچہے اور دلکش نغمونکی آوازین یا قریب کے چشمون کی روانی کے صدائین سننے مین آتی ہین مگر تو بہی اوسکے ٹوٹے ہوئے ستون اور منہدم منارے اپنے اعلی درجہ کی نمود اور عظمت وحشمت ظاہر کر رہے ہین اور اوسکی ڈہی ہوئی محرابین بڑی یاس وحسرت سے لہجے مین یون پکار رہی ہین ہائے افسوس ایک وہ زمانہ تہا کہ لوگ ہمارے بانکپن اور ترچہی نگاہون کے گہائل تہے اب ایک وہ وقت ہے کہ ہم اوندہا مُنہ کئے ہوئے زمین پر پڑے ہین۔

ذرا فاصلے سے کہڑے ہوکر دیکہو تو تمام شاہی محلات مسمار نظر آتے ہین مگر صرف ایک عالیشان اور خوشنما دروازہ جو اسوقت تک فنا کے ہاتہون سے بچا ہوا اوس ویرانہ اور اُجڑے ہوئے مکانات کو عبرت کی نگاہ سے کہڑا تک رہا ہے موجود نظر آتا ہے اوسکے ایک چوکہونٹے پتہر پر جو سامنے کے رُخ محراب پر چسپان ہے سیاہ حرفون سے چہل منارہ کندہ کیا ہوا دکہائی دیتا ہے غرضکہ یہان قدم قدم پر کوئی نہ کوئی ایسی تعجب آمیز اور عبرت خیز نشانی نگاہ کے سامنے ضرور آجاتی ہے جسکے خیال کرنے سے پہرون دلون پر حسرت وحیرت طاری رہتی ہے۔

الحاصل جب جمشید اس دلکش اور خوشنما عمارت سے فارغ ہوا تو بزرگان قوم اور شرفاء ملک کو پایہ سر پر سلطنت مین جمع ہونے کا حکم فرمایا اور خود جہانبانی کی مسند پر بیٹہ کر نشاط کا وسیع بچہونا اور عیش کا طول طویل فرش بچہا کر اس دلفریب سمان کا **نوروز** نام رکہا اسکے ساتہہ ہی تمام سپاہ و رعیت کے لئے شاہی فرمان جاری ہوا کہ کامرانی اور شادمانی کے دروازے مفتوح کر کے استیفاء لذات مین مشغول ہون اس واجب الامتثال

فرمان کے سنتے ہی تمام مخلوق نے علے حسب مراتب مجلسین آراستہ کین اور باہم یون کہنے لگے

چمن از دستِ گل پیمانہا کرد ۞ صبا زلفِ سمن را شانہا کرد ۞

کنارِ جوئے راسبزہ چہ بربست ۞ میانِ کوہ از لالہ کمر بست ۞

۞ جہان پیرانہ سر گفتی جوان شد ۞ زمین گوئی ز سبزہ آسمان شد ۞

اسی اثنا مین یونان کے ایک مشہور حکیم اور زبردست فلاسفر نے جسے لوگ **فیثاغورث** کے نام سے پکارتے ہتے اور جسے جمشید نے خاصا اپنی ہی ملازمت کیلئے منتخب کرلیا تھا اور جو اپنی طبیعت کی صفائی اور باطنی زور سے ماضی و حال کے دفترون کے صفحات سے استقبال کا نقش پڑہ لیا کرتا تھا فن موسیقی کو جو ریاضی کا جزو اعظم ہے ایجاد کا لباس پہنایا اور اس فن کے ظہور کے بعد مطبوع و دلپسند اور خوش آواز مطربون کو اسکی تعلیم دیکر جمشید کی بزمگاہ مین لیگیا جنہون نے اپنے دلکش نغمون اور خوشنما صداؤن سے جمشید پر ایک بڑی محویت اور جادو کا اثر ڈالا۔

جب نوروز کو ایک عرصہ گزر چکا اور جشن کا زمانہ منقضی ہوگیا تو جمشید امور دیوان کے تدابیر اور اشغال ملکی کے انتظامات کی طرف متوجہ ہوا اور اول اول اون چند رخنہ گر خلل انداز باتون کے تدارک و تلافی کی طرف عنان تاب ہوا جو اسکی تخت نشینی سے پیشتر بعض گماشتون اور وزیرون کی سو تدبیری کی وجہ سے پیدا ہوگئی تہین بعد ازین اوسنے جمہور خلائق کے چار حصہ باین تفصیل ایک علما، اور ارباب قلم دوسری سپاہ و حشم تیسری اصحاب زراعت چوتھے پیشہ ور اور اہل حرفہ کرکے اس امر کا اعلان جاری کرادیا کہ کوئی فرقہ دوسرے فرقہ کی مہم مین ہرگز دخل نہ دے کیونکہ جیسے اربعہ عناصر آدمی کے بقا کے لیئے بڑے زبردست اور سنگین ذرائع ہین ویسے ہی یہ چارون فرقے عالم کی معموری و آبادی کے واسطے سخت مستحکم اور قوی وسائل ہین۔

ہین اہل علم کی نسبت اسقدر کہے بدون رہ نہین سکتا کہ اونکی تعظیم توقیر عظمت جلال مین انتہا درجہ کی کوشش کی جائے اور اونکی بندگی کا حلقہ گوش جان مین نیک نیتی اور خلوص کے ساتہ ڈالا جائے کیونکہ علما مضمار قوے کے چابک سوار اور سپہر ہدی کے اختر شناس مین نیز دین و ملت کے اصول فروع کی کیفیت اور حلال حرام کی حقیقت انہین کے وجود باجود سے معلوم ہوتی ہے

مثنوی

وارثانِ انبیا اند اہل علم ؛ رشحۂ اقلام ایشان کیمیاست
توتیائے چشم ارباب یقین ؛ خاکپائے وارثان انبیاست

اہل قلم اور منشیون کی بابت میری یہ رائے ہے کہ انسے کسی حالت مین گریز اور پہلوتہی نکی جائے کیونکہ ان لوگون کے قلم کی نوک بوستان بلاغت کے چہچہاتے بلبل اور گلستان فصاحت کی دلکش راگ گانے والے عندلیب ہے یہہ لوگ جب اپنی مشکین رقم قلم کو کاغذ کافوری رخسار سے آشنا کرتے ہین تو ملک کے عارض اور دولت کے چہرہ کو ہمیشگی کے خط و خال سے اراستہ کرتے اور دریا سے دُر مکنون کان سے خزانۂ قارون نکالتے ہین انہین کی اقلام کی بدولت سلطنت کی بودی اور سست بنیاد قوی اور مضبوط ہوتی اور سپاہ و رعیت کی بہتری و بہبودی انہین سے انجام پذیر ہوتی ہے مین تمہین وصیت کرتا ہون کہ ان لوگون کی تمکین- احترام- توقیر- احتشام جہانتک ممکن ہو مبالغہ کرو اور یہ بہی کہتا ہون کہ اگر حاسد و بدنہاد دشمنی مغرورون کی لغو عداوت کی وجہ سے انپر کسی قسم کی خیانت و گناہ کا ثبوت پایا جائے تو بادشاہ وقت کو مناسب ہے کہ بحسب مقتضائے وقت تہوڑی سے چشم نمائی اور سزا دیکر ٹالدے کیونکہ جب انکو ایک قسم کی تادیب دیجائیگی تو اور لوگ اندیشۂ خیانت پر بہی کبہی جرت نکرینگے البتہ حاکم کو اس امر کی ضروری احتیاط کرنی چاہئے کہ حاسدون کی بناوٹی اور ملمع کاریون پر ہرگز فریفتہ نہو بلکہ یقیناً معلوم کرلے کہ انکو اس ناشائستہ فعل اور نازیبا قول پر انکی اغراض فاسدہ نے ضرور اوبہارا ہے کیونکہ صاحب اغراض کی دلی آرزو یہی ہوا کرتی ہے کہ بڑی لوگون کے مناصب علیہ تہ خاک ملجائین-

مین لشکریون اور اہل سلاح کی نسبت اسقدر کہنا کافی سمجھتا ہون کہ انکی تیغ بیدریغ کی زبان آیات فتح و نصرت کی ایک زبردست مفسر ہے اور انکی سنان جانستان کی چمک دین و دولت کی نگاہبان بلاشبہہ دلیران روزگار اور جانبازان کارزار سلطنت کے دشمنون اور مملکت کے مخالفون کو بہالے کی جانگداز نوک سے جواب دیتے اور گردن کشون کی اونچی گردنین عہد و پیمان کے ربقہ مین لاتے ہین **نظم** اگر سوی فلک بازو کشایند ؛ بناوک خوشہ پروین ربایند
چنان شمشیر کین از کف برآرند ؛ کہ دریا از ہیبت کف برآرند ؛

مجھے دہقانون کی خاص رعایت سے ہرگز چارہ نہین کیونکہ بادشاہون کی مملکت کی آبادانی صرف انہین لوگون کے ثمرات اجتہاد سے ہے نہین نہین بلکہ بقاء نوع اور قوام عالم اہل زراعت ہی کی کوشش وسعی پر موقوف ہے مین تم سے کُھلکر کہتا ہون کہ اس طبقہ کی فراغ حالی اور دلجوئی مین حتے المقدور کوشش کرو کیونکہ اگر یہ لوگ زراعت کے کاربار مین سُستی سے کام لینگے اور حراثت کے باب مین غفلت وتکاسل کو دخل دینگے تو دنیا بھر مین تنگ سالی اور قحط غلہ کا عام شور مچ جائیگا اور قوت کے جملہ اسباب جو مخلوق کی زندگی کا زبردست ذریعے مین یک لخت منقطع ہو جائینگے۔

رہے اہل پیشہ اونکی دلجوئی مین طاقت بھر کوشش ہی کرنا اور سلطانی عوارضات سے تعرض ہی نکرنا کچھہ لازمی بات نہین بلکہ ہرایک اہل حرفہ کی اوسکی صنعت وحرفت مین بلیغ تربیت اور امداد کرینگی ہر شخص کو سخت حکم دیتا کہ وہ اپنی صنعت اور حرفت کی تکمیل مین دلی کوشش بجالائین اور ہمیشہ اوسمین مصروف رہین۔

لوگ کہتے ہین کہ جمشید بادشاہ نے چار انگوٹھیان چار کامون کے لئے علیحدہ علیحدہ تیار کرائی تہین اور ہر انگوٹھی کا نگینہ ایک نئی مضمون کے ساتھہ منقش تہا مثلاً جو انگوٹھی جمشید لڑائی کے وقت زیب انگشت کیا کرتا تہا اوسکے نگینہ مین یہ الفاظ کہ ”آہستگی ومدارا“ کندہ تھے جسکا صاف مطلب یہ سمجھہ مین آتا ہے کہ لڑائیکے وقت تاخیر ومہلت سے کام لینا اور عجلت و شتابی سے احتراز کرنا عقلاء کا پہلا قانون ہے کیونکہ لڑائی مین تعجیل کرنا شجاعت کی قاعدہ کے برخلاف بات ہے جیساکہ کسی بیدار مغز شاعر نے کہا ہے ؎ شجاع دلاور سر نکرست ؛ خرد بر شجاعت ستائش گرست ؛ تو پسندیدہ عقل نیست ؛ جنون وتہور بمعنے یکی ست ؛ دیگر دوسری انگوٹھی کا نگینہ باین عبارت ”عدل وعمارت“ منقش تہا جس سے بداہتہً مفہوم ہوتا ہے کہ آبادانی کے منافع بدون عدل گستری اور رعیت پروری کے ہرگز میسر نہین ہو سکتی تیسری انگشتری جو خاص قاصدون اور ایلچیون سے تعلق رکھتی تھی اوسکے نگینہ مین یہ مضمون ”راستی وشتاب“ منحر یہ تہا یعنے بادشاہون کے خاص ایلچیون اور مخبرون کو صاف سچا راست گو ہونا چاہئے اور خبرون کے پہونچانے مین عجلت وشتابی سے احتراز ضروری بات ہے۔

جمشید کی چوتہی انگوٹہی جو ظالمون اور فریادیون کے لیئے تیا کیگئی تہی اوسکی نگینہ مین یہہ عبارت "سیاست و انصاف" کندہ تہی **بیت**

از تو گر انصاف آید در وجود ٭ بہ کہ عمرے در رکوع و در سجود ٭

اہل تاریخ کا بیان ہے کہ جمشید پوری ساتھہ سو برس تک بڑی آسودہ دلی اور نہایت فراغ بالی کے ساتھہ تخت شاہی پر حکمران رہا اور اتنے طول طویل زمانہ مین اسکی رعیت مین سے نہ تو کوئی مبتلائے بلا و آفت بیماری رہا نہ بڑہاپے کے عذاب مین گرفتار ہوا بلکہ ہر ایک متنفس بنہایت آسائش و آرام اور عیش و طرب مین بسر کرتا رہا مگر اسکے سات ہی جمشید کے بہدی ذہن مین ایک بیہودہ پستی مین ڈالدینے والا اور ارکان سلطنت کو ہلا دینے والا خیال سمایا یعنے جب اوسنے اپنی خزانون کو سونے روپے اور جواہرات سے مملو پایا اور سپاہ و لشکر کو آفتاب کے ذرات دریا کے قطرات سے زیادہ تر دیکہا تو بمقتضائے ان الانسان لیطغی ان راہ استغنے کی بے نیازی اور استغنائے کا پہریرا چرخ دوار پر بلند کیا اور انا ربکم الاعلے کی صدا اس نیلگون طاس مین پہلا کر عبودیت کی خاک سے پیشانی اوٹہائی اور کہلا لوہیت کا دعوی کر بیٹہا اوسنے اپنے دنیاوی جاہ و حشم کی طرف جو فنا کے ہاتہون سے کبہی بچنے والی نہ تہی نظر کر کے اس بیہودہ خیال کا نقش تختۂ دل پر کہینچا کہ اسوقت دنیا مین مجہہ جیسا دوسرا ممکن نہین اور اس لغو اور بے سود خیال مین غلطان پیچان کچہہ ایسا ہوا کہ اکابر سلطنت کو سامنے بلا کر کہا بہلا بتاؤ تو دنیا بہر مین کوئی بہی ایسا شخص ہے جو میری ہمسری کا دعوی کرے مین جہان سے جہان تک نظر اوٹہا کر دیکہتا ہون کوئی فرد ایسا نظر نہین آتا جسنے دنیا مین یہ آرائش یہہ آسایش پہلائی ہو اگر سچ پوچہتے ہو تو یہہ نشاط یہہ خوشی یہہ جمعیت خاطر میری ہی وجود باوجود سے میسر ہوئی ہے اور جب یہہ ہی تو مجہے دعوی خدائی ہر طرح شایان اور زیبا ہے۔

جمشید کی یہہ واہی گفتگو سنکر ارکان سلطنت نے گو بظاہر اوسکی رائے سے اتفاق کر لیا اور اوسکی ہان مین ہان ملانے کو نہایت دبی اور ملی زبان سے کہنے لگے حضور بلا شبہ اسوقت آپ جیسا کوئی بہی داد گر اور تاجور دنیا کے تختہ پر موجود نہین ہے اور ہماری تمام آسائش کی چیزون کے درحقیقت آپ ہی موجد ہین لہذا اسباب مین جو کچہہ آپ فرماتے ہین وہ بہت ہی

ٹہیک اور درست ہے مگر دل مین فوراً تاڑ گئے کہ بس اب کوئی دن مین جمشید سے تاج و تخت رخصت ہوا چاہتا اور اوسکا اقبال و دولت اوسکا ساتہہ چھوڑا چاہتا ہے ہائے افسوس ہے جمشید کو اب عنقریب اوس زمانہ کا خیر مقدم کرنا پڑتا ہے جسکی نحوست و ادبار کی گہری گہٹا مشرق کی طرف سے اوٹہتی نظر آتی ہے اور اوس بدبختی اور بداقبالی کا سامنا نظر آتا ہے جسکی بلاخیز طوفان چارون جانب سے اونڈی چلی آتی ہے۔

جمشید کو ان بیدار مغزون اور دانشورون کی مزخرف اور طمع کار باتون نے اور بہی دہوکے مین ڈالدیا جس سے وہ رہا سہا بیچ مچ عجب و تکبر کا پتلا بنگیا چنانچہ اوسنے اوسیوقت اپنی صورت جیسے ہزارہا تصویرین تراش کر اطراف ممالک مین قاصدون کے ہاتہہ بہیجدین اور تمام آدمیون کو اونکی پرستش پر مجبور کیا۔

ایک اور تاریخ کی نہایت معتبر کتاب جو اسوقت ہماری نظر کے سامنے رکہی ہوئی ہے اوسکے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمشید کے اس بے معنے دعوی کا یہ سبب ہوا کہ ایک دن شیطان ایک نوجوان خوب صورت آدمی کی شکل مین متمثل ہو کر جمشید کی خلوت گاہ مین آیا اور ہاتہہ باندہکر باآدب کہڑا ہوگیا جمشید سخت متوہم ہوا اور متحیر ہو کر پوچہنے لگا تو کون شخص ہے اور یہان کس غرض سے آیا ہے شیطان نے جواب دیا عالی جاہا مین آسمانی فرشتہ ہون اور آپکو کچہہ نصیحت کرنے کی غرض سے یہان آیا ہون جم نے کہا وہ کونسی ایسی نصیحت ہے بیان کر شیطان بولا اولاً یہ فرمائی کہ آپ کون ہین جم نے کہا مین ایک بنی آدم اور ایرانی خطہ کا باشندہ ہون شیطان بولا آپکا یہ کلام محض لچر اور بالکل واقع کے خلاف ہے کیونکہ جبسے آپکی ہمایون ذات نے زمین پر سایہ ڈالا ہے ہزارون آدمی مرکہپ گئے اور لاکہون طرح طرح کی امراض آفات مین مبتلا رہے مگر آپکے ملک مین آج تک کبہی ناموافق ہوا تک نہ چلی چہ جائیکہ موت اور زوال پس آپ کو لازم ہے کہ اسقدر تواضع و فروتنی ہرگز جائز نہ کہین کیونکہ آپ زمین و آسمان کے خداوند اور عرش و کرسی کے خالق ہین آپ ایک دراز عرصہ تک آسمانون پر جلوہ گر رہے اور جملہ مخلوق کو عدم کے حجاب سے وجود کے عرصہ گاہ مین لائے پہر سماوی امور کا کماحقہ انتظام کرکے عالم سفلی کے مہمات پورا کرنیکی غرض سے زمین پر تشریف

فریا ہوئے اور اب عنقریب پہر اپنے اوسے اصلی مقام مین تشریف لیجانے والے ہین شاید آپ کو اپنی ذات سے فراموشی ہوئی جو اس قسم کی تواضع اور فروتنی پیش نظر رکہتے ہین مین درحقیقت ایک آسمانی فرشتہ ہون جو اکثر اوقات آپکی خدمت مین حاضر رہا اور چونکہ حضور کی بے انتہا حقوق سے میری گردن بالکل دبی ہوی ہتی لہذا فدوی آسمان سے خدمت عالی مین حاضر ہوا تاکہ یہ بہولی ہوئی بات حضور کو یاد دلاؤن اب بہتر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے ملک کے تمام حصون مین علان کرا دیجئے کہ سارے بنی آدم آپ کی پرستش پر قیام کرین اور اسکے بعد جو متنفس اس واجب الاذعان فرمان کو بخوشی قبول کرے اوسکی بہتری وبہبودی مین کوشش کیجئے اور نافرمان متمرد کو دہکتی آگ مین جہونکدیجئے مگر بعض مورخ اس واقعہ کو دوسری طرح ملیٹ کرہان کرتے ہین کہ شیطان نے جمشید سے کہا کہ مین اوس خداوند کا ایلچی ہون جسکی جمہوری بادشاہت اور کلی تسلط آسمانون مین ہے اوسنے مجہے آپکے پاس ایک پیام سا کے بہیجا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہمارا خداوند فرماتا ہے جسطرح مین آسمانون کا خداوند ہون تو زمین کا خداوند ہے تجہے اپنی وقعت وقدر کو یون مفت برباد اور ضائع کرنا مناسب نہین جمشید نے جب شیطان کی اس پیغام رسانی کے صدق پر دلیل طلب کی تو وہ کہلکے کہنے لگا اے بادشاہ میری اس قول کی تصدیق پہ اس سے زیادہ اور کیا قاطع حجت ہوگی کہ آدمی فرشتے کی دیکہنے کی تاب نہین رکہتا اور آپ مجہے جو ایک آسمانی فرشتہ ہون انہین آنکہون سے دیکہہ رہے ہین۔

ایدہر شیطان تو یہہ کہکر چنپت بنا اودہر جمشید نے اوسکے کہنے کے موافق اپنے تمام ملک مین ڈہونڈرا پیٹ دیا کہ علوی وسفلی عالم کا خداوند مین ہی ہون اور آسمان سے زمین پر اسلیئے آیا ہون کہ مخلوق کی مہمات کا کافی طور پر سرانجام دون دیکہو مین نے تمہاری آسایش کے واسطے کن کن چیزون کو ایجاد کا لباس پہنایا اور موت وامراض کی تلخی کو تمسے ایک لخت دور کر دیا اب اسکے صلے مین تمہین میری الوہیت کا اعتراف اور اپنی عبودیت کا اقرار لازمی بات ہے پہر جو شخص اسباب مین میری موافقت کریگا اوسے اپنی عام بخشش وعنایت سے نہال اور مالامال کر دونگا اور مخالف کو دہکتی آگ مین جلا کر خاک کر ڈالونگا اس ڈہونڈرے کی آواز سے تمام ملک مین گہر پڑا ہچ گئی اور اکثر لوگون نے طوعاً وکرہاً اوسکی پرستش اختیار کر لی مگر بعض اہل توحید نے اگرچہ دہکتی آگ مین جلنا قبول کیا پر جمشید کی پرستش سے انکار کیا۔

حاصل کلام جب جمشید نے تسخیر دگر دنکشی شروع کی تو اوس سے امور سیاستی نے جنکی وجہ سے مملکت کا

نصر راسخ البنیان تہا علیحدگی اختیار کی اور وہ اپنی زندگی کے تمام ایام وساعات کی اوقات کو ارتکاب مناہی مین مصروف رکہنے لگا پہر کیا تہا مخلوق کے انتظام کا رشتہ تار عنکبوت کی طرح ٹوٹنے والا ہی تہا اور ملک مین خلل کلی رو بترقی ہونے والا اور جب یہہ ہوا تو رعیت بیدادی کی کثرت سے سخت مجبور و عاجز ہوئی لہذا خدا تعالی نے جمشید کے بہیجے ضحاک تازی نامکو اوسکے قلع وقمع کیو اسطے مقرر فرمایا۔ جمشید کے گرفتار ہونے اور اوسکے مارے جانے مین مورخین کا بہت کچہہ اختلاف ہے جسے ہم قصداً ترک کر کے ضحاک تازی کی بابت کچہہ لکہنا چاہتے ہین اور اسیکے ضمن مین جمشید کا بقیہ واقعہ بہی بیان کرینگے فقط

شبیہ خاص ضحاک تازی



ذکر سلطنت ضحاک تازی

چو جمشید از وحشت آباد رخت ٭ برون برد و بگرفت ضحاک تخت ٭ قضا کرد ملک اقالیم سبع
مقرر بضحاک بہرام طبع ٭ اساسے کہ آن دشمن دین نہاد ٭ نہ بر وضع شاہان پیشین نہاد
(در ایام وے این سخن عام بود ٭ کہ ایام او شیر ایام بود)

ضحاک عرب کی زبان مین اگرچہ بہت ہنسنے والے کو کہتے ہین مگر چونکہ اس بیداد گر بادشاہ کا اوپر کا ہونٹ ایسا بیموقع پہٹا ہوا تہا جس سے اوسکے سامنے کے تمام دانت صاف طور پر نظر آتے تہے لہذا اوس زمانہ کے آدمیون نے صرف تملق اور چاپلوسی کے طور پر اسکا ضحاک نام رکہا لیکن پارسیون نے اسکا نام **بیور اسپ** یا **دہ آک** بتایا ہے اور اسکی وجہ یون بیان کی ہے کہ لفظ **بیور** دری زبان مین دس ہزار کو کہتے ہین اور چونکہ بادشاہی سے پیشتر اسکی طویلہ مین ہمیشہ دس ہزار تازی گہوڑے بندہے رہتے تہے اس سبب سے **بیور اسپ** کے ساتہہ شہرت رکہتا تہا علے ہذا القیاس **آک** کا ترجمہ فارسی زبان مین عیب اور ناپسند عمدہ ہو سکتا ہے اور چونکہ ضحاک دس عیوب کے ساتہہ متصف تہا جنکی تفصیل ہماری آیندہ بیان سے واضح ہوگی بایں وجہ اوسے دہ آک (جسے عرب نے معرب کرنیکے بعد ضحاک کے ساتہہ شہرت دی) کہنے لگے۔

ضحاک کے آبائی نسب مین مورخین کا کیقدر اختلاف ہے ایک فرقہ تو اسبات کا قائل ہے کہ یہہ جمشید کا حقیقی بہانجا تہا کیونکہ عرب کا ایک اولوالعزم اور با وقعت بادشاہ جمشید کی حقیقی بہن کو حبالہ نکاح مین لایا تہا جس کے بطن سے ضحاک پیدا ہوا دوسرا گروہ اس امر کا معتقد ہے کہ ضحاک سیامک بادشاہ کی نرینہ اولاد مین ہے لیکن مجوسی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ ضحاک کا نسب چہہ واسطون سے کیومرث بادشاہ تک پہونچتا ہے۔

اس ظالم بادشاہ کی تصویر کو غور و امعان کے ساتہہ دیکہنے سے صاف نظر آتا ہے کہ اس کی ذات مین اون دسون عیبونکا بہی وجود ہے جنہین اہل تاریخ نے اسکے حلیہ مین ذکر کیا ہین قد کی کوتاہی ۱ بیشرمی ۲- دروغگوئی ۳- بدزبانی ۴- حد سے زیادہ بیدادی ۵- عجب و خود پسندی ۶ حماقت ۷ و بلادت ۸ بد دلی ۹ و بد صورتی- ہرزہ خواری ۱۰ سب کچہہ نازیبا باتین اسکی شبیہ سے ٹپک رہی ہین۔

ضحاک لڑکپن ہی کے زمانہ مین فطرتی طور پر کچھہ ایسے ناشائستہ کامون مین لگا رہتا تھا اور اوسکی طبیعت کا میلان اون پست کامون کی طرف تھا جنکا انجام دیکھنے والون کو بہت ہی برا نظر آتا تھا ابہی تک اسکی عمر نو دس ہی برس کی تہی کہ جادو کی تعلیم مین اسقدر مستغرق ہوا کہ زمانہ نے پہر اوسے اوسکنے تک کی فرصت نہ دی۔ اسکا ناصح اور دردمند باپ جو ملوک حمیر مین ایک باعزت بادشاہ گنا جاتا تہا اور جسکو عرب **علوان** اور عجم **مرداس** کے نام سے پکارتے تھے اپنی خدا پرستی نیک نیتی صفائے باطنی اعتقاد کی پاکیزگی کی وجہ سے ہرچند کہ ضحاک کو اس دین دنیا کے برہم زن اور خراب کرنے والے کام سے باز رہنے کی نصیحت کرتا تہا مگر اوسکی غیر موثر اور ناراست طبیعت پر کبہی کامیاب نہوتا تہا ایک دن کا ذکر ہے کہ ضحاک باپ کی نیک نصیحتی اور ملازمت سے ملول و کبیدہ خاطر ہوکر اپنے استاد کے پاس جو ہاروت ماروت کا شاگرد اور تعلیم یافتہ تہا گیا اور اول سے آخر تک تمام گزشتہ واقعہ گوش گزار کیا اوس مکار جادوگر نے ہزار طرح کے چڑہاؤ اوتار سے بیوقوف ضحاک کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جسطرح سے ہوسکے اپنے باپ کو فنا کے منہ مین جہونک دے اور نہایت آسودہ دلی کے ساتہ تخت شاہی پر بیٹھکر عیش و کامرانی کی داد دی۔

بعض تاریخون مین یہ واقعہ یون بیان کیا گیا ہے کہ خطۂ عرب مین ایک فرمانروا **مرتاض تازی** نام نہایت صالح اور نیک نہاد شخص تہا جسے رعیت نوازی اور غربا پروری کے علاوہ دوسرا کام نہ تہا اسکے پاس ہزارون گائین بکریان تہین جنکے شیرین دودہ سے غریبون اور مفلسون کی پرورش کیا کرتا تہا اسکا بیٹا **ضحاک** نام بڑا جوان و دلیر اور کچہہ کچہہ بلند اقتشام نظر آتا تہا جسکے طویلہ سے دس ہزار عربی گہوڑون کی ہنہنا کی صدا ہر وقت چلی آتی تہی ایکدن اسکے پاس ناراست گو ابلیس ایک خوبصورت آدمی کی شکل مین حاضر ہوا اور اپنے دلچسپ اور نادر نقلون پر جو سراسر مکر و فریب سے پر تہین ضحاک کو اسدرجہ رجہایا کہ وہ اسکا دل شیدا اور والہ بنگیا اور چونکہ وہ عقل سے بالکل معرا اور دانش سے محض بے بہرہ تہا باین سبب شیطان کی خوش آیندہ اور ملمع کار باتون اور مکر آمیز نقلون سے نہایت ہی محظوظ ہوکر کہنے لگا ای مہربان کیا تو اسکے علاوہ کچہہ اور بہی دلچسپ چٹکلے اور نادر لطیفے سنا کر مسرور کرسکتا ہے شیطان بولا ای

فرخ نہاد بادشاہ مجھے بہت سے اس قسم کی خوبہ روزگار باتین یاد ہین جنہین آپ سنکر پھڑک نہ اوٹھین تو میرا ذمہ اور جو آپکے دل کو بیچین نہ کر ڈالین تو مین جانون لیکن مین اون کو بایں شرط گذارش کرونگا کہ آپ مجھسے اسبات مستحکم عہد باندہین کہ جو کچھ مین کہون حضور اوسکے سرمو خلاف کرین نہ اوس راز کا کسی دوسرے شخص پر انکشاف ہونے دین ضحاک نے ابلیس سے قسم کھاکر کہا کہ مین تیری کوئی راز اور مخفی بہید کبھی کسی پر ظاہر نہونے دونگا اور جو کچھہ تو کہیگا اوسکی تعمیل فرض عین سمجھونگا۔ ضحاک اور ابلیس کے جب اس قسم کی قول قرار اور عہد و پیمان ہو چکے تو ابلیس موقع پاکر بولا کہ اے ضحاک اب تو اپنے باپ **مرتاض تازی** کے قتل مین جلدی کر اور اوسکا نام نشان صفحہ ہستی سے بہت جلد مٹا ڈال اسمین غفلت سے کام لینا قانون عقل کے خلاف بات ہے کیونکہ تو ماشاءاللہ نوجوان دلیر ہونہار ہے اور تیرا باپ شکست بوڑھا ضعیف پس اسوقت یہ تاج یہ تخت تجھکو زیبا اور شایان ہے نہ اوسکو۔

شیطان کی یہ پُرہولی اور ناصواب گفتگو سنکر اگرچہ پہلے پہل ضحاک نے اس شنیع فعل کے ارتکاب سے نارضامندی ظاہر کرکے کہا کہ اول تو یہ ناپسندیدہ بات میری عقل کی ترازو مین تل نہین سکتی دوسری میرا دین مذہب مروت حمیت ہرگز اسبات کی مقتضی نہین ہے کہ مین اپنے معصوم باپ کو ناحق قتل کرکے احسان کُشی بخیل اور ایسے داغ سے اپنا پاک دامن آلودہ کرون پس جو بات دین و دانش سے دور ہو اوسکی نسبت مین ہرگز گوارا نہین کرسکتا دوسرے کا بہار وبال اپنی گردن پر لون انجام کار شیطان کی مکر وتزویر اور بیجا دباؤ سے ضحاک کو ایک خدا دوست آدمی کے خون سے اپنی کفنی رنگین ہی کرنی پڑی اور نیک بخت مظلوم مرتاض کا خون اوسکی گدّی پر سوار ہی ہو کر رہا۔

ضحاک نے جب اپنے معصوم باپ کے قتل پر مصمم ارادہ کرلیا تو شیطان سے اوسکے ہلاک کرنیکی تدبیر دریافت کی شیطان نے کہا اے بادشاہ مرتاض کے ہلاک کرنے کی تدبیر کچھہ مشکل نہین مین ابھی جاکر مرتاض کی اوس راہ مین جس مین وہ شب کے وقت عبادت کے لئے آمد و رفت رکھا کرتا ہے ایک عمیق اور گہرا کنوان کھود آتا ہون۔

مرتاض بادشاہ نے آبادی سے تہوڑی دور کے فاصلہ پر ایک نہایت خوشنما اور عالیشان مکان بنایا تہا جسمین وہ رات کو نہایت چین اور فارغ البالی کے ساتھہ تنہائی مین خدا کی یاد کیا

کرتا تہا ظالم ابلیس نے بادشاہ کے دولتسرا اور عبادت خانہ کے بابین ایک گہرا کنوان کہودکر طیار کیا اور اوسمین کچہہ اسلحہ اور ہتیار مخفی کرکے جنگل کی گہاس پہوس سے پاٹ دیا بادشاہ شب کو اپنے معمول کے موافق عبادت خانہ کی طرف چلا مگر اوسے اسباب کا بالکل علم نہ تہا کہ راستہ مین کیسی موت اژدہے کی طرح منہ پہاڑے کہڑی ہے اور فنا اوسکے لپکنے کے انتظار مین ہاتہہ پہلائے بیٹہی ہے بے تحاشا قدم اوٹہائے آگے بڑہتا گیا کہ ایک ہی دفعہ پانو نے لغزش کی اور بادشاہ کوین مین گر کر مرگیا مرتاض کے آنکہہ بند ہوتی ہی بدنہاد ضحاک نے باپکی تخت نشینی سنبہالی اور اپنی فرمانبرداری کا شاندار پہریرا ہوا مین اڑایا -

تاریخ کی معتبر کتابون مین سے جس کتاب کے ورق کو اولٹ کر دیکہا جاتا ہے اوس مین یہی لکہا نظر آتا ہے کہ ضحاک بڑا بیباک بیہانہ جو بادشاہ اور نہایت سفاک بدخو حاکم تہا یہانتک وسکے غصہ کا پانی باد سموم مین آگ کی طبیعت پیدا کرتا اور زمہریری کرہ مین اوٹہے کو پرکالہ آتش بناتا یہہ غضیلا بادشاہ مبرم قضا کی طرح کسی کے بدہے اور نوجوان قوی اور ناتوان پر کبہی مہربانی و رحم کا سایہ تک نڈالتا اور محتوم اجل کی مانند وضیع و شریف صغیر و کبیر پر ایفا کرتا ہ

نہ سیرے کہ از و خاطری بیاسود ٭ نہ صورے کہ کسی دوستدار او بود ٭

الحاصل جب ناپائدار زمانہ نے جمشید کی طرف سے کروٹ لی اور ایام دولت نے اوس سے منہ پہیرا تو سریر جہانداری ضحاک پر مسلم ہوا اسنے تخت شاہی پر بیٹہتے ہی ایسے نئے نئے قانونکو رواج دیا جو متابعت شریعت اور احکام ملت سے کوسون دور بلکہ الہی امور اور آسمانی قانون کے صریح مخالف و منافی تہے اسنے وفا کا نقاب اور حیا کا پردہ کچہہ اپنی ہی نازیبا رخ سے نہ اوٹہایا تہا بلکہ شریفون اور نجیب خاندانون کی خونریزی اور رہتک مین سخت جرات کی تہی لاجرم دن بدن بلکہ آناً فاناً ظلم کے آثار عدوان کے نشانات زمانہ کے صفحون پر ظاہر ہونے لگے اور تاوانون جرمانون بیجا مطالبون ناجائز مواخذون کی چہیڑچہاڑ اور جرجا آفاق گیتی کے اطراف مین پہیل گیا اور جب ایک ہزار برس تک زمانہ کی یہی رفتار رہی تو جلے ہوئے دلون کی آتش فشان دہواین اور افروختہ سینونکی پنہانی سوز نے محنت و تفرقہ کی دہکتی آگ اوسکے جمعیت و راحت کی خرمن کے لگا دی -

اس اجمال کی تفصیل یون سمجہنی چاہئے کہ جب رعیت ضحاک کے ناجائز ظلمون کی تاب نلاسکی تو

اوسنے آسمان کی طرف مُنہ اوٹھاکر اوسکے مٹ جانے کی دعا کی خدا کی قدرت سے یکایک ضحاک کے دونون شانون سے گوشت کے دو دہکتے شعلے خونخوار اژدہون کی طرح نکل کر پھنپہانے لگے ضحاک اس حیرت افزا واقعہ سے سخت متحیر ہوا اور اونکی سوزش و درد سے بیطاقت ہوکر حکیمون اور طبیبون کو بلایا حاذق طبیبون نے اس شکایت کے دفعیہ کے لئے اگرچہ اپنی ساری معلومات خرچ کر ڈالی مگر بجز اسکے کہ آدمی کے سر کے بھیجے سے اوس درد مین کچھ تسکین ہو دیگر کوئی تدبیر موثر اور کارگر نہ پڑی۔

بعض اہل سیر اس واقعہ کو یون نقل کرتے ہین کہ جب فاضل حکیمون نے اس بیماری کے علاج سے اپنے انکسار عجز کا اقرار کیا اور تھک کر ہاتھہ اوٹھا بیٹے تو ایکدن ضحاک کو خواب مین بتایا گیا کہ تیری اس درد کا چارہ آدمیون کے بھیجے سے ہوسکتا ہے یعنے اگر نوجوان آدمیون کے مغز کا مرہم بناکر تیری شانون پر طلا کیا جائیگا تو تجھے اس جان کاہ درد سے کچھ تسکین ہوگی مگر مورخ طبری کا بیان سابق کے بیان سے بالکل اختلاف رکھتا ہے طبری کہتا ہے ضحاک کو یہ بیماری اوس شیطان کے بوسہ لینے سے پیدا ہوئی تھی جسنے اسکے خدا دوست باپ کو قتل کیا تھا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ضحاک کے زمانہ تک بجز میوون اور روٹی کے دوسری خوراک دنیا مین میسر نہ تھی شیطان نے اس سے درخواست کی کہ اگر آپ مجھے اپنی باورچیخانہ کا داروغہ بنا دین تو مین طرح طرح کے خوش ذائقہ کہانے آپکے لئے طیار کیا کرون ضحاک نے شیطان کی درخواست کی موافق اپنے باورچیخانہ کی کنجیان اوسکو دیدین ابلیس روزمرہ نئی نئی قسم کی لذیذ اور عمدہ کہانے طیار کرکے ضحاک کے پیش کرتا۔ جس سے وہ نہایت ہی محظوظ اور خوش وخرم ہوتا ایک دن ضحاک نے انتہا طرب مین ابلیس سے فرمایا اگر کسی چیز کی تجھے آرزو ہے تو فوراً مانگ تاکہ مین تجھے ارزانی فرماؤن ابلیس نے نہایت عاجزی کے ساتھہ عرض کی کہ اے عالیجناب میری ایک مدت سے دلی خواہش یہہ ہے کہ حضور کی مبارک شانہ کو بوسہ دون اگرچہ فدوی اپنے کو اس رتبہ کا مستحق نہین سمجھتا مگر بادشاہ کے لطف و عنایات سے کچھہ دور نہین کہ اس مدعا پر کامیاب ہو ضحاک نے شیطان کی اس تملق آمیز گفتگو پر فریفتہ ہوکر اپنے دونون مونڈہون کو کہولدیا جنکو شیطان نے جٹ سے چوم لیا اسکا چومنا تہا کہ وہین دو کالے زہریلے سانپ پیدا ہوگئے ان سانپون کے پیدا ہوتے ہی شیطان تو چنپت بنا اور ضحاک

ندامت و پشیمانی کے دریا مین ایک عرصہ تک مستغرق رہا بعد ازان دانشور طبیبون کو بلا کر اگرچہ بہتیرا علاج کرایا مگر کسیکی تدبیر سود مند ہوئی تہوڑے دن نگذرے تہے کہ پہر وہی ملعون ابلیس طبیب کی ہیئت مین ضحاک کے پاس آکر کہنے لگا اے بادشاہ تقدیر کا لکہا آن مٹ ہے یعنے قضا کے ہاتہون نے جو کچہ صفحہ ہستی پہ تحریر کیا ہے اوسے تدبیر کی چہری سے کہرچنا محض ناممکن ہے اب یہ آسمانی بلا کسی طرح ٹل جائے ممکن نہین کیونکہ اسکی چارہ سازی سے عقل تک عاجز ہے شیطان کی اس گفتگو نے ضحاک کو رہا سہا دیہی غم کا پتلا بنا دیا اور وہ انتہا غم مین بیحد فریاد و درازی کرنے لگا مگر جب اس سے بہی کچہ کام نہ نکلا تو بادشاہ نے بہت عاجزی و انکساری سے کہا اے عقلمند حکیم عاجز نوازی کو کام مین لا اور برائے خدا اس درد کی چارہ سازی مین حتے الامکان کوشش کر شیطان کو اوسکی زار حالت اور عجز و انکساری پہ رحم آیا چنانچہ تہوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا اس بلا کا علاج صرف یہ ہے کہ آدمی کا بہیجا ان سانپون کو کہلایا جاوے۔

ضحاک نے اس تدبیر کے لئے اول اول اپنے ممالک کے قیدیونکو جنکے محبس کے وحشت آباد سے خلاصی دیکر اونکے اصلی مرکز کیطرف چلتا کیا پہر بیچارے دہقانون اور گوارون پر اپنی تہرآلود نظر ڈالی اوسکا روزانہ معمول تہا کہ دو نوجوان آدمی پکڑے ہوئے آتے اور باورچیخانہ کے داروغہ کے سپرد کئی جاتے تاکہ اونکے بہیجے سے مرہم بنکر ضحاک کے نامبارک دوش پر لگایا جائے باورچیخانہ کا داروغہ پلے درجہ کا نرم دل ہے اور رقیق القلب آدمی تہا جو اپنے بیحد مہربانی سے دو شخصون مین سے ایک کو چہوڑ دیتا اور دوسری کے مغز مین تہوڑا سا بکری کا بہیجا ملا کر ضحاک کے پاس لیجاتا اوسطرح جب چند مظلوم جمع ہوجاتے تو رحم دل داروغہ انکو شہر سے باہر لیجاکر وصیت کرتا کہ تم پہاڑون کی پوشیدہ گہاٹیون اور تاریک غارون مین چہپ جاو اور شہر سے دور جاکر جنگلون مین جا بسو مبادا آدمیون کی نظر مین تمہاری وبال کا موجب اور ہماری عزت و نکال کا سبب بنجائین یہ بیچارے مصیبت کے مارے قضا پر سوار خورسند دل جان بچانے کی غرض سے پہاڑون کی بلند چوٹیون اور غارون کی اندہیری گہاٹیون کو امن کی جگہہ سمجہکر زندگی بسر کرنے لگے۔

ایدہر ملک ہر ولایت مین یہ خبر منتشر ہوگئی کہ ضحاک بادشاہ کے پاس اس قسم کے دو خونخوار اژدہے ہین جنہین دیکہکر لوگون کے ہوش اڑتے ہین اس وحشت اثر خبر نے ہر شہر کے لوگون کے دلون پر ضحاک کا پورا رعب بٹہا دیا جسے کہ ہر شخص اوسکی ہیبت سے بجائے خود تہرانے اور کانپنے لگا

ایران کے بزرگ جو جمشید سے رنجیدہ ہوکر ادہراودہر پریشان ہو گئے تھے سب کے سب ضحاک کی خدمت مین آحاضر ہوئے اور اپنا تمام مخفی احوال بیان کرکے عرض کرنے لگے اے بادشاہ اگر سرکاری فوج ایران پر بہیجی جائے تو وہ ملک بہی بہت جلد خدام والا کے قبض و تصرف مین آئے بادشاہ نے بزرگان ایران کا کلام سنکر فوراً ایک جرار لشکر اودہر روانہ کیا جب جمشید کو ضحاک تازی کے لشکر کی آمد آمد کی خبر پہونچی تو وہ گو نہایت مستعدی کے ساتھہ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا مگر انجام کار وہ بالکل ناکام رہا کیونکہ عین لڑائیکے وقت فاش شکست کہاکر گریزان ہوا چونکہ جمشید کے اقبال و بخت اوسے پہلی ہی سے جواب دے چکے تھے اور دولت و کامرانی نے نیک بخت اوسکا ساتھہ چھوڑ دیا تھا لہذا اوسکا تمام جاہ و حشم اور بجید و عدد لشکر بالکل تباہ ہوگیا۔

اسوقت جم تن تنہا بے مونس و غمخوار ایک سمت کو پاؤن اوٹہائے چلا جاتا ہے اور جسطرف آنکھہ اوٹھاکر دیکھتا ہے یاس و حسرت کی گھری گھٹا چارونطرف منڈلاتی ہوئی نظر آتی ہے اور لحظہ بلحظہ ادبار کی اندہیاری خیز ظلمت اسکے منہ پر تھپیڑے مارکر چلی جاتی ہے اسوقت بیوفا اور جفا کار زمانہ نے جم کو جسطرح اپنی نظرون سے گرایا ہے کہ زمین تک نے اوسکی عداوت پر کسکر کمر باندہی ہے جہان جاتا ہے رستہ ڈہونڈے نہین ملتا سنسان جنگل مین ہو کا عالم نظر آتا اور موت ہر طرف سے ایک مہیب اور ڈراونی اژدہے کی صورت بنکر ہر وقت اوسکے آنکھون کے تلے پہر جاتی ہے۔

یہان جب ایران ضحاک کے قبضہ مین آگیا تو اوسنے جاسوسون کو چارون طرف روانہ کرکے کہا کہ جم کو جہان پاؤ قید کرکے لاؤ اور میرے اس وعدہ کو بہروسہ کے قابل سمجھو کہ جو شخص اس مہم پر کامیاب ہوگا اوسکے رتبہ افزائی مین کمی نکرونگا مقدور بہر اور علاوہ اسکے کہ مین اوسکی گودی کو لعل و گوہر سے بہر دون ایسا شخص ہمیشہ میرے نزدیک شاہانہ الطاف کا مورد رہے گا مخبرون اور جاسوسون نے ضحاک کا یہہ کلام سنکر نصیب آزمائی مین قدم رکہا اور ہر شخص جم کی تلاش مین ایک سمت کو روانہ ہوا۔

ستم دیدہ چرخ پر کینہ جمشید بادشاہ رات دن بے قابو کلیجے کو تہامے پہاڑون اور

جنگلون مین آوارہ پھرتا ہے اور پری کی طرح آدمیون سے اپنے آپکو چھپاتا رہتا تھا اتفاق سے اس کا گذر شہر زابلستان مین ہوا اس شہر کے بادشاہ کی ایک پری جمال اور حور وش لڑکی تھی جسکے حسن کے آگے سورج کی سنہری اور چمکدار کرن بالکل ماند اور چاند کی صاف روشنی مدہم اور پھیکی معلوم ہوتی ہے اوسکی پرخم گیسو اور پیچدار زلف وہ دام بلا تھی جسکے گرفتار کی رہائی محال نظر آتی تھی اوسکی ابرو تیغ بُرّان اوسکے مژگان عاشق کُش پیکان اوسکا قامت قیامت۔

یہہ دلربا شہزادی علاوہ اس تمام حسن وخوبی کے شجاعت وجرات مین بہادر مردون سے کچھہ کم نہ تھی اور پہلوانی کے بہت سے نادر ہنر دلنشے پوری مہارت رکھتی تھی اگر کوئی لڑائیکا موقع پیش آتا تو مردانہ پوشاک زیب تن کرکے معرکۂ جنگ مین دلیرانہ حملہ کرکے ربازی لیجاتی گو ابھی اسکا پندرہ ہی برس کا سن تھا مگر شعور وفراست تدبیر مین ایک بڑی جہاندیدہ تجربہ کار شخص کے ہم پلہ تھی جب منوچہر بادشاہ نے زابلستان پر حملہ کیا ہے تو شاہ زابلستان نے اسکی صائب تدبیر سے بدخواہ پر فتح پائی اسکی اس دلیری اور ہنر مندی پر اگرچہ بہت سے باوقعت بادشاہ جان ودل سے طلبگار اور نقد دل کی عوض خریدار تھے مگر اسکا باپ اُنسے ہمیشہ انکار کرتا رہا کیونکہ باپ بیٹی مین باہم اسبات موفق عہد اور محکم پیمان ہوچکا تھا کہ وہ حور وش جسے چاہے پسند کرے وہی اسکا ہم بستر ہونیکے قابل سمجھکر جائے

اس لڑکی کی ایک مہربان دایہ تھی جو انجم شناسی اور اختر دانی مین بڑی واقفیت رکھتی تھی ایک دن اوسنے لڑکی سے کہا اے بیٹا مین نے جو تیرے فرخندہ طالع مین غور کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ تو عنقریب جمشید بادشاہ کی ہمخوابہ ہوا چاہتی ہے جس سے ایک مبارک اور فرخندہ خو بچہ پیدا ہوگا اس مسرت افزا نوید سے شہزادی کو بیحد خوشی حاصل ہوئی اور وہ اوسی روز سے جم کی ملاقات کی منتظر رہی چونکہ بادشاہ کو بھی دایہ کے ذریعہ سے اس مخفی راز کا انکشاف ہوگیا تھا اسوجہ سے وہ اور بھی خواہشمندون کی آرزو کی طرف التفات نکرتا تھا۔

اتفاق سے جمشید کا گذر اوسی راہ سے واقع ہوا جہان شہزادی کا باغ تھا اس ستمدیدہ اور غمزدہ کو جو لب سڑک ایک نہایت سرسبز اور شاداب باغ نظر آیا تو دم کے دم وہان ٹھہرنے کی آرزو پیدا ہوئی اور جی مین کہنے لگا ذرا یہین چلکر دل بہلانا چاہیے مگر جب اندر جانے کا قصد کیا اور دربانون نے سخت ممانعت ومزاحمت کی تو جمشید مجبور ہوکر باغ کی دیوار کے سایہ مین بیٹھہ گیا۔

جمشید ایک گلزار درخت کے نیچے بیٹھا ہوا اپنے دل سے الم کا غبار دور کرنے کی فکر ہی
مین تھا کہ دفعۃً اوس پری رو کی ایک کنیز کسی کام کے لئے ادہر آ نکلی اور جمشید کو دیکھتے ہی مثال
تصویر حیران و ششدر رہگئی جفا پیشہ زمانے نے اگرچہ جم کی اصلی صورت کچھہ کچھہ پلٹ دی تھی مگر تو
بھی بلا درجہ کی خسروی شوکت اور شاہی سطوت اوسکے چہرہ سے نمایان تھی کنیز تھوڑی دیر تو جم کی صورت کھڑی
تکتی رہی مگر آخر کار کہنے لگی ایجوان تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے جمشید نے جواب دیا مجھہ
ستم دیدہ اور خانہ خراب کا حال ناگفتنی ہے بن اگرچہ ایک زمانہ مین بڑی حشمت و شوکت رکھتا تھا
لیکن اب بخت برگشتہ اور پریشان و سرگشتہ ہون میری دلکو غم کی آگ نے بھونکر کباب کر ڈالا ہے
اگر تھوڑی سی شراب باغ کے مالک سے مانگ کر لادے تو بہت ہی مشکور ہونگا کنیز جم کی یہہ
گفتگو سنکر شہزادی کے پاس گئی اور عرض کی اے مہربان بانو باغ کے دروازہ پر ایک
خوب صورت نوجوان آدمی ٹھہرا ہوا شراب کا ساغر مانگتا ہے اوسکے چہرہ سے اگرچہ حسرت و
یاس بڑی برستی ہے مگر اوسکے زیبا رخ کے آگے چاند شرمندگی کا آنچل منہ پر ڈالے ہوئے
ہے شہزادی لونڈی کی راحت افزا خبر سے بیتاب ہوگئی اور اوسکی ساتھہ ساتھہ باغ کے دروازہ
پر آئی جوہین جمشید کی صورت دیکھی وہ ہین سمجھہ گئی کہ یہ ضرور کوئی ایرانی نوجوان ہے پھر ذرا
آگے بڑہکر نہایت آہستگی کے ساتھہ بولی اے گرفتار تشویش غم و اے مبتلائے رنج والم تو اس
درخت کے نیچے کیون بیٹھا ہے اگر تجھے شراب کی آرزو ہے تو بلا خوف اس باغ مین چلا آ جمشید
نے باغ مین جانے کا ارادہ کیا مگر احتیاط نے آگے قدم بڑہانے ندیا اور وہ اس خیال سے کہ مبادا
وہان جاکر کسی آفت کا سامنا ہو تھوڑی دور چلکر ٹھٹک گیا شہزادی نے جمشید کے چہرہ پر خوف
کے آثار دیکھکر کہا تو یہان آنے مین کوئی خدشہ نکر کیونکہ مین شاہ زابلستان کی پیاری اور اکلوتی
بیٹی ہون میرا باپ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا اور اوسے میرا پاس خاطر ہر وقت ملحوظ
نظر رہتا ہے مجھے اوسکی طرف سے عام اجازت ہے کہ جسے چاہون اپنے پاس بلاؤن جمشید کے
دل مین تو اوس رشک قمر کا عشق پہلے ہی سے گھر کر چکا تھا اب اس فصاحت آمیز گفتگو سے وہ
کشش اور جذبہ پیدا ہوا کہ بلا تحاشا باغ مین گھس چلا گیا۔

شہزادی نے جم کے آنے سے بیحد مسرت ظاہر کی اور اوسکا ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین لیکر چمن کی

تختون اور روشون پر آہستہ آہستہ ٹہلنے لگی باغ کے عین وسط مین ایک مربع اور وسیع حوض بنایا گیا تھا
جسپر نہایت عمدہ شاہانہ فرش دور تک بچھا ہوا تھا شہزادی جم کو لیکر حوض پر آئی اور گل چہرہ
کنیزون کو اشارہ سے بلایا جنہون نے شکرانہ مین جمشید کو سجدہ کیا اور مشک و گلاب سے اوسکے ہاتھ پاؤن
دہلاکر شیشہ و جام حاضر کیا ساقی نے پریرو شہزادی کے حکم سے چند شراب کے چھلکتے ساغر جم کو
دیئے اور وہ بادشاہون کے رسم کے موافق پے درپے پیتا رہا اس سے شہزادی کو کامل یقین
ہوگیا کہ بلاشبہ یہ جوان ایرانی بادشاہ ہے مگر ستم پسند زمانہ نے اسکو تباہ اور پریشان کر رکھا ہے
جمشید جب شراب کے دور سے فارغ ہوا تو شہزادی نے ہاتھ باندہکر عرض کی کہ آپ دور دراز
رستہ طے کرکے آئے ہین اگر حکم ہو تو ماحضر طعام پیشکش کیا جائے جم نے کہا مجھے کہانے کی عوض بہی شراب
ہی دو کیونکہ میری طبیعت کا بیشتر میل شراب ہی کی طرف رہا کرتا ہے اس سے شہزادی . . .
. . . . . . دل مین خیال گزرا کہ ہو نہو جمشید بادشاہ ہی ہو مگر اسبات
کا یقین ہونا ذرا مشکل امر ہے اسی سوچ و فکر مین اوسکے رسا ذہن مین یہ بات پیدا ہوئی کہ جمشید بادشاہ
کی تصویر طلب کرنی چاہئی چنانچہ ایک کنیز سے فرمایا کہ ابہی جا اور میرے باپ سے جمشید کی شبیہ لے آ
اتنے مین شہزادی کی دایہ آپہونچی اور جمشید کو دیکہتے ہی بیساختہ بول اوٹہی اے مہوش دختر
جسے مین نے تیری طالع مین دیکہا تہا یہ وہی شخص ہے بلاشبہ یہہ وہی جمشید ہے جسکی تو ایک
عرصہ سے منتظر بیٹھی تھی دایہ کی یہہ بات سنکر شہزادی جم پر اور بہی دیوانہ ہوئی اور دایہ کا تہ
دل سے شکریہ ادا کیا اتنے مین جم کی شبیہ آئی اور دایہ نے شہزادی کو دکہا کر جمشید کے حوالہ کی
جمشید نے شبیہ کو دیکہتے ہی اپنے جاہ و حشمت اور تاج و تخت کو یاد کرکے دل پر درد سے ایک
سرد آہ کہینچی اور اپنی پہلی حالت کا خیال کرکے زار قطار رونے لگا شہزادی جم کا یہ حال دیکہکر
بیتاب ہوگئی اور پاس آنکر پوچھنے لگی ہین ہین اس دلچسپ صحبت مین رونے کی وجہ کیا ہے تجہہ کو
بہی کوئی رنج پہونچا جو یون بیقرار ہوکر روتا ہے جم نے کہا اے رشک قمر دنیا مین جو لوگ عقل و ہوش
کے زیور سے آراستہ ہین اونکا دل ستم دیدون کے احوال پرغم و درد کی وجہ سے جلا کرتا ہے مین نے
جو جم کی شبیہ دیکہی تو اوسکی پہلی بزرگی جاہ و حشم اور اوسکا اورنگ و تاج یاد آیا ہائے افسوس ستم گر
چرخ اور سفلہ پرور زمانہ نے جمشید کو کیسا تباہ کر ڈالا اور یک لخت اوسکے زبردست پنجہ سے تاج و

کلاہ چہین کر ایک ناپاک ضحاک نامی کے قبضہ مین کر دیا جسکے مونڈہون پر دو خونخوار اژدہے ہر وقت
پہنپہناتے رہتے ہین ہائے ہائے جمشید بادشاہ کی کچہہ بہی خبر نہین کہ وہ برگشتہ بخت کہان ہے جیتا ہے
یا مر گیا کہین اسیر بلا اور مبتلاء آفت ہے یا کسی درندہ کا لقمہ بنگیا ہے جمشید کی یہ دل ہلا ڈالنی
والی بات سنکر دایہ نے جی مین کہا بلاشبہہ جمشید یہی ہے تو بہی مگر وہ کسی دہشت کی وجہ سے اپنے آپ کو مخفی
رکہنا چاہتا ہے اوسیوقت لونڈیون کو کسی کام کے بہانہ سے ادہر اودہر بہیجدیا اور جب بجز
شہزادی اور دایہ کے اوس مجلس مین اور کوئی نرہا تب شہزادی نے جم سے کہا اب تجہے اپنا
حال پوشیدہ رکہنا عبث ہے کیونکہ مجہے یقین ہوگیا کہ جم تو ہی ہے جم نے کہا شہزادی تمہارا یہ گمان
محض غلط ہے مین ہرگز جم نہین اور اگر تم اس وجہ سے مجہے جم سمجہے ہونے ہو کہ یہ شبیہہ میری
مانند ہے تو کیا ایک آدمی دوسری کے ہمشکل نہین ہو سکتا شہزادی نے اگرچہ بہت کچہہ تملق
اور چاپلوسی سے کام لیا مگر جم انکار پر اصرار ہی کرتا رہا آخر کار شہزادی نے نہایت عجز و انکسار
سے کہا اے نامدار بادشاہ اگر تو لاکہہ انکار کریگا تو بہی مین تجہسے درگزر نکرونگی کیونکہ مین نے
پہچان لیا ہے کہ سچ مچ تو ہی جمشید ہے — دیکہہ یہ دایہ جو تیرے سامنے بیٹہی ہے اسے اختر
شناسی مین زبردست ملکہ حاصل ہے اسنے نایچہ دیکہکر پہلے ہی سے تیری مواصلت کی مجہے خوشخبری دی
تہی اور یہ بہی کہا تہا کہ جمشید کے نطفہ سے ایک فرخندہ شیم اور ہونہار لڑکا پیدا ہوگا جسکی
وجہ سے مین شب و روز گاہ بیگاہ خرم رہتی اور جامہ مین پہولی نہ سماتی تہی آخر کار میرا جذبۂ دل
تجہے ادہر کہینچ لایا اور برسون کی تمنا کا پژمردہ پہول کچہہ کچہہ شگفتہ ہونے لگا مگر بڑی افسوس
کی بات یہ ہے کہ تو ابہی تک اپنے مخفی اور پوشیدہ راز کو عیان نہین کرتا اور اپنے نام و نشان
کو چہپائے ہی جاتا ہے جب شہزادی نے بہت کچہہ انکسار کیا تو جم بولا مجہے اس بہید کے ظاہر کرنے
مین دو چیزین مانع ہین اول تو میرا مقدر کہ وہ میرا سخت مخالف ہے اور میری ذلت و رسوائی
مین انتہا درجہ کی کوشش کر رہا ہے مبادا کہین ضحاک کو خبر پہونچے اور اوسکے آدمی یہان آجائین
دوسرے مجہے تجہسے بڑا اندیشہ ہے کیونکہ دنیا مین وہ عورتین بہت کم ہین جو وفا مین ثابت قدم
رہتی ہین اسی وجہ سے دانشورون نے کہا ہے کہ عورت سے راز نہان کا عیان کرنا عقل کے
نزدیک ناپسندیدہ بات ہے شہزادی نے کہا اے جم ہر عورت بیوفا نہین ہو سکتی

کیا تونے نہین سنا ؎ نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نکرد
مین اپنے دین ایمان کی سچی قسم کہاکر کہتی ہون گہ مین تیری دلی دردمندی اور خیرخواہی کبہی جان
تک دریغ نکرونگی اور ہمیشہ جان و دل سے تیری دوستدار بنی رہونگی تو کیطرح کا اندیشہ
نکر اور اس مکان کو اپنا ہی مکان تصور کر۔

جب باہم یہ قول و قسم قرار پاچکا تو جمشید کو شہزادی کی طرف سے کچہہ کچہہ اطمینان
حاصل ہوا اور اوسنے شہزادی کی بات کو بہروسہ کے قابل سمجہکر اپنا تمام گزشتہ واقعہ دوہرایا
اور جو بات تہی سچ سچ کہدی تہی چہر شہزادی جم کا ہاتہہ پکڑکر سفید قصر کی طرف لیگئی
اور اپنے آبائی رسم و رواج کے موافق جمشید سے عقد باندہکر عیش و عشرت مین مصروف ہوئی۔

ابہی اس عیش و کامرانی کو چند روز ہی گزرے تہے کہ کج رفتار زمانہ نے ایک اور نیا شگوفہ
کہلایا یعنے جب شہزادی جم سے پیوند ہونے کے بعد کئی روز تک باپ کے پاس نہ جاسکی
تو وہ مخفی طور پر اوسکی جستجو کے درپے ہوا اور لوگون سے اوسکی تفتیش کرنے لگا کسی نے کہا اے
بادشاہ چند روز ہوئے شہزادی ایک ایرانی نوجوان سے مبتلا ہے اور روز و شب
اوسکی ہم آغوشی مین بسر کرتی ہے بادشاہ یہ وحشت اثر خبر سنتی ہی غصہ کی آگ مین بہڑک
اوٹہا اور شہزادی کو بلاکر کہنے لگا اے بیحیا تو اسدرجہ بیباک و نڈر ہوگئی کہ سر پر خاک اوڑانے لگی
اور شرم کا پیراہن چاک کرکے بیحیائی کے لباس پہننے مین کچہہ بہی خوف کو کام مین نہ لائی شہزادی
نے ہاتہہ باندہکر عرض کی عالیجاہا آپ مجہے بیشتر ہی اجازت دے چکے تہے کہ مین جسے چاہون اوسکے
ساتہہ ہمخوابہ ہون اسکی تو بیشک مین خطاوار ہون کہ اس راز کو اسوقت تک آپ سے پوشیدہ
رکہا مگر مین نے اپنے ننگ کے شیشہ کو چور نہین کیا اور نیک راستہ سے سرِ مو انحراف نہ
برتا بلکہ مین نے اپنی ناموس کو جیساکہ چاہیئے تہا محفوظ رکہا کیونکہ مین نے اوس باعظمت بادشاہ
سے عقد باندہا ہے جسکا نظیر دنیا مین ڈہونڈے نہین ملتا۔ دایہ نے بہی موقع پاکر عرض کی بادشاہ
صاحب مین نے جس شخص کا فلان تاریخ حضور کو مژدہ دیا تہا اور حضور نے اوسپر بیحد مسرت
ظاہر کی تہی یہ وہی شخص ہے زابلستان کے بادشاہ نے جب دایہ سے یہ واقعہ سنا تو
بے انتہا مسرور ہوکر بولا دایہ تو نے اس مژدہ سے مجہے بہت ہی خوش کیا یہ میری نصیبہ

کی سر بسر باور ہی سمجھنی چاہیئے کہ جمشید بادشاہ خود بخود ادہر ہی آنکلا اب صبح ہوتے ہی مین اوسے باندہکر بادشاہ ضحاک کے پاس روانہ کرتا ہون کیونکہ ضحاک کی خوشنودی ہی پر میری عزت افزائی منحصر ہے۔

شہزادی باپ کی گفتگو سنکر بیتابانہ زار وقطار رونے لگی اور نہایت عجز و انکسار سے بولی میرے مہربان باپ آپ اس ناجائز ظلم اور بیجا ستم کے درپے نہو جیئے اور جم کی خونریزی کر کے میری جان پر مصیبت کا بہاری پہاڑ نہ گرایئے بہلا جو مظلوم اپنی ولایت مین آکر امن کا خواہان ہو اوسکے ساتہہ کسی قسم کے دغا اور بیوفائی ظلم نہین تو اور کیا ہے آپ اس فانی تاج و تخت اور نابود زر و سیم کی حرص مین اپنی گردن پر خون ناحق کا وبال نہ لیجئے ہان اگر جمشید کو مجہہ سے جدا ہی کرنے کا ارادہ ہے تو لیجئے یہ میرا سر حاضر ہے پہلے اسیکو تن سے جدا کر ڈالیئے شہزادی نے یہ فقرے کچہہ ایسے افسوسناک لہجے مین کہے کہ باپ کی سخت طبیعت بالکل موم ہوگئی اور اوسے اپنی بیٹی کی زار حالت پر بے انتہا رحم آیا۔

اسکے بعد بادشاہ نہایت اطمینان اور تسلی کے لفظون مین شہزادی کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے میری پیاری بیٹی مجھے تیری خاطر بہت ہی عزیز ہے تو بالکل مطمئن رہ کہ مین جم کی ایذا رسانی سے درگذر اب مین وعدہ کرتا ہون کہ اوسپر کسی قسم کا صدمہ پہونچانا کبہی جائز نہ رکہونگا بلکہ با آن ملک سپاہ حشم دیگر اوسکی توقیر و تعظیم زیادہ کرونگا اب تو جا اور میری طرف سے سلام نیاز کے بعد کہہ کر اے ثریا جناب بادشاہ آپ اپنے دل سے غم و فکر کو بالکل دور کیجئیے اور میری طرف سے کسی بات کا ہرگز خیال نہ کیجئے شہزادی خوشی خوشی جم کے پاس گئی اور جو کچہہ باپ نے کہا تہا اوس سے اوسکے دل کو مطمئن کر دیا۔

جمشید کو بادشاہ کی طرف سے اگرچہ فی الجملہ اطمینان میسر ہوگیا تہا مگر اوسکے دل مین ضحاک کا ہر وقت خطرہ ہی لگا رہتا تہا اور رات دن یہی قصد تہا کہ جسطرح قابو ہے یہان سے کہین ٹل جائیے چنانچہ ایک دن کسی شخص نے جمشید سے کہا کہ یہان کے وزیر اور امیرون کا ارادہ ہے کہ تجہکو قید کر کے ضحاک بادشاہ کے پاس بہیجدین کیونکہ اونہین خوف ہے کہ مبادا تیری خبر ضحاک کو پہونچے اور وہ اس شہر پر لشکر کشی کر کے ملک کو تہ و بالا کر ڈالے

جمشید اس خبر کے سنتی ہی زابلستان سے نکل کر چین مین پہونچا گروہان اسے رہنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوا ان بدنصیبوں نے ارادے سے جنگلون اور بیابانون کی شکل راہین طے کرتے کرتے ایک کہجور کے درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اوس تختہ کی خوشگوار اور دلپسند ہوانے جم کو تہیک کر تہوڑی دیر تک سلاہی رکہا تہا کہ اتنی مین ضحاک کا ایک ایلچی جسکے ساتھ تہوڑی سی فوج ہی تہی اور جو خاقان چین کی طرف بہیجا گیا تہا اتفاق سے یہان آنکلا اور جمشید کو پہچان کر فوراً گرفتار کر لیا اور کشان کشان ضحاک کے پاس لیگیا ضحاک نے جلاد کو حکم فرمایا کہ دو تختہ اور ایک آرہ لاکر جمشید کو بیچ مین سے چیر ڈال اور اوسکے ایک پیکر کی دو پیکر کردے جلاد نے ایسا ہی کیا اور آن کی آن مین جمشید کا نام نشان صفحہ روزگار سے مٹا دیا۔

جب جمشید کی قتل کی خبر زابلستان مین پہونچی تو شہزادی نے جم کے فراق مین ماتمی لباس پہنا اور کئے رات دن نوحہ گری مین کاٹے۔ مگر جب اس سے ہی صبر و قرار نہ آیا تو زمانہ کی بیدادی سے زہر ہلاہل پیکر اپنی بیش قیمت زندگی کو ملک الموت کی نذر کر دیا جمشید کے مرنیکے بعد اوسکی دو بہنین جنمین سے ایک کا نام **شہرناز** اور دوسری کا نام **ارنواز** تہا باقی رہین ظالم ضحاک نے اونہین بلاکر اپنی ہمبستری پر مجبور کیا اور حرام سرا مین رہنے کو جگہہ دی جمشید کے قتل کے بعد ظالم ضحاک کے ہاتون سے پورے دو سو برس تک خلق کو بیجا ستم اور ناجائز ظلم پہونچتا رہا بیچاری مظلوم مخلوق گہڑی گہڑی آسمان کی طرف منہ اوٹھاتی اور خدائے رحیم کے فرمان کے منتظر رہتے کہ یکایک مہیب قہر سے خوف کی ہوا چلنی لگی اور اب وہ وقت عنقریب آگیا کہ مخلوق اوسکی ناجائز زبردستیون سے رہائی پاکر چین سے زندگی بسر کرتی ہے ضحاک ایک دن خواب مین کیا دیکہتا ہے کہ تین دلاور پہلوان اوسکے قصر کے دروازہ سے آتے ہین جنہون نے آتے ہی ضحاک پر ایک زبردست حملہ کیا اونمین سے ایک پہلوان نے جو ذرا زیادہ دلیر اور نوجوان تہا آگے بڑہکر ایک ایسا فولادی گرز جمایا کہ ضحاک کا سر پہٹکر پاش پاش ہوگیا دوسری دونون بہادرون نے اوس ستم پیشہ کے دونون ہاتہ خوب جکڑ کر باندہین اور گردن مین سخت مونج کی رسی ڈالکر کشان کشان ایک پہاڑ کی چوٹی پر لیگئے اور وہان جاکر خوب ہی عاجز و زبون کیا ضحاک نے اس ہولناک خواب کی ہیبت سے ایک ایسی

چیخ ماری کہ تمام مکان لرزنے تھرانے لگا اور جو خدمتگار اوسکے پاس پڑے سوتے تھے بیساختہ چونک اوٹھے بیباک ضحاک تمام رات بہاسی غم وغصہ مین سانپ کیطرح پیچ تاب کہاتا رہا اور کروٹین بدل بدل کر صبح کی جب روز روشن ہوا تو تمام اہل حرم بادشاہ کے پاس جمع ہوکر شب کا ماجرا پوچھنے لگے ضحاک نے جواب دیا اگر تم میری رات کی پریشان داستان سنوگے تو میری اس انمول زندگی اور شاہ جوانی بالکل ناامید ہوجاؤگے یہ کہکر خواب کا سارا جھگڑا دوہرایا ارکان سلطنت نے اوسیوقت معبرون اور منجمون کو طلب کیا اور اس خواب کی تعبیر لینی چاہی تعبیر دینے والی اگرچہ خواب کی داستان سنتی ہی تاڑ گئے تھے کہ اب ضحاک کا بخت وتخت اوسکا ساتھ چھوڑا چاہتا ہے اور اوسکی دولت وثروت بد دولتی اور بد اقبالی سے بدلا چاہتی ہے مگر جان کے خوف سے خاموشی کی مہر منہ پر لگا رکھی تھی جب تین دن گزر گئے اور منجمون کے زبان سے کچھ نہ نکلا تو بادشاہ کا غصہ بھڑک اوٹھا اور جھنجلا کر کہنے لگا اگر میرے خواب کی واقعی اور سچی تعبیر ندوگے تو سبکو خاک وخون ملا دونگا اونمین جو ایک زیادہ دل چلا اور دلیر معبر تھا بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیکر کہنے لگا بادشاہ اب تجھسے تیرا اقبال جدا ہوتا اور تخت شاہی تیری وجود سے خالی ہوتا ہے کیونکہ عنقریب جمشید کی نسل سے ایک با شوکت وحشمت بادشاہ **فریدون** نام پیدا ہوگا جسکی وجہ سے تیرا سارا عز وجاہ خاک مین ملجائیگا مگر ہنوز وہ پیدا نہین ہوا۔

ضحاک نے کہا پہلا خواب مین جنسے میرے سر پر فولادی گرز مارا ہے وہ کون شخص ہے معبر نے جواب دیا وہ غالبا فریدون ہی ہوگا جو انتقام کے وقت تیرے سر پر ایک بڑا بھاری گرز مار یگا جسکا سر گاؤ جیسا ہوگا ضحاک بولا اچھا میری اوسکی عداوت کا باعث ؟ دانشمند معبر نے کہا تو اوسکے باپ کو ناحق قتل کریگا جسکے مطالبہ مین اوسے تیری خونریزی مباح ہوجائیگی۔

نجومی کی اس گفتگو سے ضحاک کے ہوش اڑگئے اور وہ اوسیوقت چکر کہاکر تخت سے نیچے گر پڑا مگر پھر ہوش مین آتے ہی مخبرون کو بہت کچھ لالچ دیکر کہا نسل کیان اور اسباط جمشید مین سے جسے پاؤ فوراً گرفتار کرکے لے آؤ جاسوس اور ہرکارے چوطرفہ دوڑ نکلے اور تھوڑے دنون کے بعد ضحاک سے آکر کہنے لگے جہان پناہ فلان مقام مین جمشید کی نسل سے

ایک شخص رہتا ہے اوسکا ایک شیر خوار بچہ ہے جسمین وہ علامات وہ نشانات پائی جاتی ہین جو نجومیون نے حضور کے گوش گزار کئے ہین ضحاک نے بہ نفس خبیث خود اوس موضع کا قصد کیا مگر یہان قدرتی طور پر فریدون کی مان فرانک نامی کو ضحاک کے آنے کی خبر ہو گئی اور وہ اپنے ننہے سے شیر خوار بچہ کو گودی مین لیکر کسی اور طرف چلی گئی ضحاک نے فرانک کے مکان پر پہونچکر اگرچہ فریدون کی بیحد جستجو کی مگر جسقدر ڈہونڈا کہین کہوج نہ پایا اور جبکہ کوئی بس چلا تو ناچار ہو اتہا غصہ مین فریدون کے باپ **اتقیا** کو قتل کر کے بے نیل مرام واپس آیا فریدون کی مان کو اگرچہ اپنے وفادار شوہر کے قتل کی خبر سے سخت رنج ہوا اور قریب تہا کہ وہ غم کے مارے چلا اوٹہے جس سے فریدون کا حال ظاہر ہو جائے مگر اوس عورت نے صبر و سہارے سے بہت بڑی مدد لی اور اپنے بچے کو چہاتی سے لگائے ہوئے پہاڑون اور جنگلون مین پہرنے لگی پہرتے پہرتے ایک ایسے مرغزار مین پہونچی جسمین چند دودہ والی گائین چر رہی تہین۔

اوس مرغزار کا نگہبان نہایت رحم دل اور حق شناس آدمی تہا اور اوسکے پاس ایک ایسی دودہ والی گائے تہی جس سے کئی آدمی سیر ہو سکتی تہی مالک نے اوس گائے کا دودہ غریبون ہی کے واسطے وقف کر رکہا تہا جب فریدون کی مان وہان پہونچی تو مالک نے معمول کے موافق فریدون کو اسقدر دودہ پلایا کہ وہ خاطر خواہ سیر ہو گیا۔

فرانک اس رات کو تو اوسی مرغزار مین پڑ رہی مگر صبح ہوتے ہی دل مین یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ یہ مقام بہی رہنے کی قابل نہین معلوم ہوتا کیونکہ شہر یہان سے قریب ہی ہے مبادا کوئی شخص پہچان کر پہیرے اور اس معصوم بچہ کی جان کا خواہان ہو مگر چونکہ بیحد غمون کے برداشت کرنے کی وجہ سے اسکا دودہ خشک ہو چکا تہا اسلئے وہ دل ہی دل مین ادہیڑبن کر رہی تہی کہ بچہ کی زندگی کا دارمدار صرف دودہ ہی پر ہے اور میری چہاتیون کا دودہ بالکل سوکہ گیا ہے بہتر یہ ہے کہ مین اس بچہ کو یہین چہوڑ کر کہین اور چلی جاؤن یہ سوچکر مرغزار کے نگہبان کے پاس گئی اور بے اختیار زار قطار رو کر کہنے لگی مین ایک خستہ دل بیوہ عورت ہون اور ستم پیشہ ضحاک سے عاجز ہو کر یہان آئی ہون یہ بن باپ کا بچہ ہے جسکی ابہی دودہ پینے کی عمر ہے مین اسکا ٹہکانا بجز اسکے اور کہین نہین پاتی کہ تو اپنی پرورش کی آغوش مین

اسی جگہہ دی اور گائے کے دودہ سے تربیت کرے۔

جوانمرد مرغزار کے نگہبان نے فرانک کی اس التماس کو قبول کرکے اوس درج سلطنت کے گوہر اور برج مملکت کے اختر کو اپنے پاس رکھہ لیا اور اوسکی پرورش کا دل وجان سے متکفل ہوگیا فریدون کی مان وہان سے رخصت تو ہوئی مگر فرزند کی محبت سے ایک ایک قدم پر پیچہے مڑمڑ کر دیکہتی جاتی اور آٹہہ آٹہہ آنسو روتی چلی جاتی ہہی انجام کار فرانک کوہ البرز کی طرف روانہ ہوئی اور اوس مقام کو امن کی جگہہ خیال کرکے مسکن گزینی اختیار کی یہان مرغزار کے نگہبان کے دلمین فریدون کی کچہہ ایسی خداداد محبت پیدا ہوئی کہ وہ اسے اپنی فرزند کی جگہہ سمجہکر پدروار شفقت کرتا اور رات دن اوسکی پرورش مین مصروف رہتا ہتا جب پوری تین برس گزر گئے تو فریدون کی مان کو خیال آیا کہ اب مرغزار چلکر فریدون کو لے آئی ایسا نہو کہ وہان اوسے کوئی صدمہ پہونچے یہ سوچکر البرز سے یہان آئی اور اوس جوانمرد سے کہا اب فریدون کو مجہے دیدے تاکہ مین البرز مین لیجاکر اپنے پاس رکہون مرغزار کا نگہبان بولا بی بی ابہی یہ خردسال بچہ ہے اسے ویرانہ مین رکہنے سے سخت تکلیف پہونچنے کا پورا اندیشہ ہے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابہی تہوڑے دن یہین اور رہنے دے فرانک بولی خدا کی طرف سے مجہے الہام ہوا ہے کہ اس بچے کے یہان رکہنے مین اب بہتری نہین یہ کہکر فریدون کو ساتہہ لیگئی اور کوہ البرز مین کسی مخفی جگہہ لیجاکر رکہا۔

یہان مخبرون نے ضحاک کو خبر دی کہ اتقیا کا بیٹا فلان مرغزار مین پرورش پا رہا ہے ستمگار ضحاک اوسیوقت مرغزار مین پہونچا اور مرغزار کے نگہبان اور گائے کو ناحق ہلاک کرکے اوس مقام مین آیا جہان فریدون پرورش پا رہا تہا مگر جب یہان فریدون کا نشان تک نہ پایا تو ظالم نے تمام محلات کو مسمار کر ڈالا اور نہایت پیچ وتاب کہاکر اپنے برگشتہ بخت کی طرح واپس پہرا۔

ادہر جب فرانک فریدون کو لیکر کوہ البرز پہونچی تو پہاڑ کی چوٹی پر ایک روشنضمیر صفاکیش درویش کے پاس لیگئی اور فریدون کو اوسکے قدمون مین ڈالکر نہایت عجز سے کہنے لگی اے خداشناس پیر مرد یہ بچہ تیرا کمترین غلام اور ادنے بندہ ہے اسکی یتیمی اور بے پدری

نظر کرکے ہمیشہ کی عنایت سے محفوظ رکھہ فرانک کے اس عجز و انکسار سے درویش کو فریدون پر بہت رحم آیا اور اوس کے سر پر شفقت کا ہاتھہ پہیر بہت کچھہ اطمینان و تسلی کی الفاظ کہے اوس روز سے جتنے روزانہ قوت درویش کو پہونچتی وہ سب کی سب ان دونون ماں بیٹون کو پہونچا دیتا تھا۔

جب اسبات کو ایک عرصہ گزر گیا تو ایک دن درویش فرانک سے یون کہنے لگا مجھے اس ہونہار لڑکے کے بشرہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نہ ایک دن ضرور روئے زمین کا مالک اور دین پرور عدل گستر بادشاہ ہوگا ضحاک کے تخت و تاج کے تاراج کا یہہ ہی باعث ہوگا اور تمام جہان کے بادشاہون سے خراج لینا اسیکو نصیب ہوگا فرانک نے درویش کے جواب مین کہا بلا شبہ اسکے طور سے مجھے بہی اسبات کا یقین پڑتا ہے کہ بدخواہ کی تخت و تاج کا زوال اسیکے ذات کے ساتھہ وابستہ ہے۔

فریدون ابہی سولہوین ہی برس مین تہا کہ کوہ البرز سے اتر کر صحرا مین بلاخوف وخطر زندگی بسر کرنے لگا اور ایک دن فرصت پاکر ماں سے بولا اے مہربان ماں بہلا ضحاک ظالم نے ہمارے باپ کو تہ خاک و خون کیون ملایا فرانک نے اول سے آخر تک سارا قصہ فریدون کے سامنے بیان کیا جسے وہ سنکر آگ بگولا ہوگیا اور جہنجلا کر کہنے لگا مین اوس ستمگار سے ابہی جاکر اپنے مظلوم باپ کا بدلہ لئے لیتا ہون فرانک نے جہٹ اوٹہکر فریدون کا ہاتہہ پکڑ لیا اور تسلی بخش لہجے مین کہنے لگی بیٹا ضحاک بڑا بادشاہ ہے وہ اپنے ساتہہ خزانہ اور لشکر رکہتا ہے تیری پاس کچھہ لشکر خزانہ نہین پہر ایسی بیکسی کی حالت مین اوسکی ہمسری قانون عقل سے خلاف ہے ہان اگر تیرے نصیب مین بادشاہی ہے تو ہوکر رہے گی تو ہرگز اسقدر اضطراب نکر ذرا صبر کر اور لطف آلہی سے اسباب شاہی کا منتظر رہ۔ فریدون ماں کی یہ گفتگو سنکر چلا اوٹہا اور کہنے لگا خدا نے مجھے بہی دلیری عنایت فرمائی ہے مین تنہا شیر کیطرح اوسپر حملہ کرنے کو تیار ہون جب خدا میرا حامی و مددگار ہے تو مین ناپاک ضحاک سے کیون خوف کرنے لگا مین بفضل خدا آن کی آن مین ضحاک کو خون مین نہلاتا ہون اور اوسکے دیرینہ تاج و تخت کو بات کرتے مین تباہ کردالتا ہون فرانک نے کہا اے فرزند یستانہ گفتگو مت کر ابہی بہین بیٹہہ اور لطف الہی کا منتظر

کاوہ آہنگر کے خروج اور ضحاک کی بربادی کا ذکر

یہ تو مورخین کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ **کاوہ** آہنگر کے خروج اور انحراف کا سبب اوسکے مظلوم فرزندونکا قتل تہا لیکن اوسکی ظہور اور ضحاک پر غالب ہونیکی کیفیت مین بہت سے رطب و یابس مختلف اقوال تاریخ کی کتابون مین نظر آتے ہین مگر ہم اونمین سے صرف اوسی روایت پر اکتفا کرینگے جو عقل و نقل کی رو سے زیادہ عتبار کے قابل ہوگی منقول ہے کہ ستمگار ضحاک فریدون کے طرف سے ہمیشہ خائف و لرزان رہتا تہا اور اوسکے رعب سے آگے اپنے ساری ہوش و حواس کو رخصت کر چکا تہا۔

ادہر اوسکی زبردستی مردم آزاری سے تمام رعیت بتنگ ہو کر رات دن آسمان کی طرف منہ اوٹہا کے کہتی تہی الٰہی وہ کونسا مبارک دن ہوگا جو عادل و منصف بادشاہ ضحاک کو تہ خاک و خون مین ملا کر اس تخت و تاج کا مالک بنے گا خدا تعالیٰ نے مظلوم رعیت کی دعا سن لی اور ضحاک کی بداقبالی کا تندو تیز جہکڑ چو طرفہ سے چلنے لگا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ کینہ جو ضحاک نے بزرگان اقلیم کو طلب کر کے کہا میری جان و مال کا دشمن اگرچہ ایک حقیر اور خورد سال طفل ہے مگر کسی دانشمند کے قول کے موافق (دشمن را نتوان حقیر و بیچارہ شمرد) میری دل مین اوسکی طرف سے ہر وقت ایک کہٹکا سا لگا رہتا ہے اور اوسکا خیال رات دن پہلو مین کانٹا بنکر چبہتا ہے مجھے پکی خبر ملی ہے کہ وہ آج کل ہندوستان کی طرف گیا ہوا ہے اے حاضرین جلسہ میرا مصمم ارادہ ہے کہ جن و انس کا ایک بہاری لشکر جمع کر کے اودہر جاؤن اور دشمن کو گرفتار کر کے لے اؤن مجھے تم سے اس امر مین مشورہ لینے کی سخت ضرورت ہے کہ اگر تم لوگ اپنی رضامندی ظاہر کرو تو مین ایک محضر باین مضمون طیار کراؤن کہ ضحاک رعیت پرور اور عدل گستر بادشاہ ہے جسے راند بجز عدل و انصاف کے دوسرا کام نہین رہتا حاضرین کے دلون مین چونکہ ضحاک کا رعب بیٹہا ہوا تہا بانیوجہ اوس محضر کے لکہنے پر آمادگی ظاہر کی اور طیار ہونے کے بعد اپنے گواہی و نشانی کر دی ایک گمصم ہانے آہنگر نے جسکا **کاوہ** نام تہا اور جو جرأت دلیری مین اسوقت فرد مانا جاتا تہا اس محضر کے مضمون کی تصدیق سے انکار کیا کیونکہ اونہین دنون مین ستم پیشہ ضحاک نے اسکے دو نو نوجوان فرزندون کو اپنے علاج مرض کی دوا کے لئے قتل کر ڈالا تہا۔

کاوہ ضحاک کی مجلس سے نکلکر دوکان پر آیا اور اون چمڑون کے ٹکڑون کو جو لوہار کام کرتے وقت

اپنے پیچھے کے بدن پر باندھ لیتے ہین جمع کرکے ایک اونچے سے بانس پر لٹکایا اور اوسکا علم یا جھنڈا نام رکہا۔ بعض ضحاک کے غایت ظلم اور کثرت ستم سے چلاتا اور بڑے درد کے لہجے مین یون کہتا پہرا اے شہر کے نامدارو اگر کچہہ بہی عقل و ہوش رکہتے ہو تو ناپاک ضحاک کی رفاقت چہوڑ کر میری ساتہہ ہولو ورنہ عنقریب قہر الہی مین گرفتار ہوجاؤ گے اصفہانی لوگون نے جنکی ذات کو جرأت و جلادت لازم ہے کاوہ کا اشارہ پاکر توشک خانہ کے داروغہ کو قتل کر ڈالا اور ہتیار و خزانہ لوٹ کر کاوہ کے جھنڈے کے سایہ مین آدم لیا کاوہ کے پاس جب تہوڑی سی جمعیت ہوگئی تو اوسنے اصفہان کو فتح کرکے اپنے قبضہ مین کر لیا اور شہر کے اطراف و جوانب مین لشکرکشی کرکے ضحاک کے صوبون اور گماشتون کو قتل کر ڈالا جسنے کہ آہستہ آہستہ فارس کی اکثر ولایتون اور عراق کے بعض حصون کو ضبط و تسخیر مین لایا۔

اس تہوڑے زمانہ مین چونکہ کاوہ چند مرتبہ دشمنون پر فتح پاچکا تہا لہذا اوسکے پاس بے اندازہ فوج اور بیقیاس مال اکہٹا ہوگیا تہا ابہی ضحاک **طبرستان** اور دماوند کی حدود مین حرب کے اسباب و آلات اور طعن و ضرب کے ادوات جمع کرنے ہی مین مشغول تہا کہ کاوہ لشکر آراستہ کرکے ولایت رے مین آپہونچا اور ارکان دولت ولاوران باحشمت سے کہنے لگا خدا کے فضل و کرم سے اب وہ وقت آپہونچا ہے کہ یہ مہم خیر و خوبی کے ساتہ اختتام قبول کرے مگر اسوقت مصلحت اسمین معلوم ہوتی ہے کہ سلطنت کی باگ کسی ایسے شخص کے ہاتہ مین تفویض کی جائے ضحاک پر غالب ہونیکے بعد ملک کی مہمات اور لشکر کے انتظامات پر پوری قدرت رکہتا ہو سرداروں نے کہا ہم لوگون کی گردنین تیری منت کے بوجہ سے اوٹہہ نہین سکتین کیونکہ تیری ادنے حسن التفات کی وجہ سے ہمنے نابکار ضحاک کے بیجا زبردستیون اور زہر آلود ستمون سے نجات پاکر موت کے زبردست پنجہ سے امان پائی ہم تو تیرے علاوہ کسی اور شخص کو مسند جہانبانی کی لائق ہی نہین سمجہتے کاوہ نے جواب دیا کہ تمہارا حسن ظن ہے مگر مین اپنے آپ کو اس بزرگ مہم کے قابل نہین سمجہتا کیونکہ نہ تو مین خاندان سلطنت مین سے ہون نہ اس کا کچہہ استحقاق رکہتا ہون ؎ کسی کہ پیشہ او آہن است وکورہ ودم ۔ خطاست گرزند از ملک و پادشاہی دم ۔ اور یہہ بہی سن لو کہ ضحاک کی مخالفت سے میری غرض کچہہ طلب حکومت نہ تہی بلکہ اصلی مقصود یہ تہا کہ بندگان خدا اس ظالم بداخلاق کے ظلم و ستم سے رہائی پاکر امن و امان کیساتہہ زندگی بسر کرین پس اب تم کو کسی ایسے خاندانی شخص کی تلاش کرنی ضرور ہے جو اس بلند منصب پر فائز ہو کر خیر و خوبی کے ساتہہ نبہا دے۔

لشکر کے سرداروں نے نہایت تفتیش و تلاش کے بعد کاوہ کو خبر دی کہ جمشید کی نسل میں سے ایک شخص فریدون نام ضحاک کے خوف کے مارے طبرستان سے بہاگ کر ولایت رے میں جا چھپا ہے سلطنت کی مہمات کی باگ اگر ہو سکتی ہے تو ایسی ہی شخص کے تفویض میں ہو سکتی ہے کاوہ اس خبر سے بہت ہی مسرور و شادان ہوا اور فریدون کا کہوج لگا کر خزانوں کی کنجیاں اوسکے سپرد کر دین پہر تمام طبقات سپاہ کو حکم دیا کہ فریدون کی بادشاہت پر بیعت کرین چنانچہ سارے لشکر نے فریدون کی اطاعت کا غاشیہ اپنے مونڈہون پر ڈالا اور اوسکی ہارکابی مین اپنے بیش قیمتی اور عزیز جانین دینے کو طیار ہو گئے فریدون اس موقع کو غیبی تائید جانکر شکر الٰہی بجا لایا اور خوش ہو کر تاج شاہنشہی زیب سر فرمایا۔

جب فریدون نے بخت کو موافق اور زمانہ کو خیر خواہ پایا تو اپنے مظلوم باپ کے قصاص کے واسطے بیداد ضحاک کی طرف چلنے کا دل مین جازم ارادہ ٹہانا مگر اس سے پیشتر اپنی مہربان ماں کے پاس حاضر ہو کر نہایت عاجزی سے کہا اب میرا قصد ایران کا ہے مین اپنی فتحیابی کے لئے سبب سے زیادہ اور زبردست وسیلہ صرف آپ کی دعا سمجہتا ہون پس آپ مجہے بخوشی رخصت کیجئے اور ہر وقت نیک دعا کے ساتہہ یاد رکہئے فریدون کی ماں اگرچہ اوسکا یہ جاہ و حشم دیکہکر جامہ مین پہولی نہ سمائی مگر فرزند کی جدائی سے زار قطار رو کر کہنے لگی الٰہی مین نے فریدون کو تیری سپرد کیا تو اپنے بے انتہا فضل و کرم سے رات دن گاہ بیگاہ جاگتے سوتے اوسکا نگہبان رہیو یہ کہکر فریدون ماں سے رخصت ہو کر باہر نکلا اور تہوڑی دیر تک آسمان کے طرف سر اوٹہائے ہوئے بیحد خشوع کے ساتہ دعا مانگتا رہا آخر کار تمام جرار لشکر کو ہمراہ لیکر ایران کی طرف چل نکلا فریدون کے اور بہی دو بڑے بہائی تہے جو اس سے مخفی طور پر سخت عداوت رکہتے اور ہمیشہ اوسکی ذلت و رسوائی کے درپے رہتے تہے مگر اوسکے زور اقبال کے آگے کسیکی بہی پیش نہ چلتی تہی فریدون کا ظفر پیکر لشکر رات دن راہ نوردی مین سرگرم تہا حتے کہ دجلہ بغداد سے ہوتے ہوئے شہر بیت المقدس مین پہونچا وہان ضحاک نے ایک بڑی خوشنما شاندار اونچی عمارت بنائی تہی جسکی بلندی پورے دس میل کے فاصلہ سے نظر آتی تہی اور جسمین طرح طرح کے ہولناک طلسم اور قسم قسم کے عبرتناک بلائین موجود تہین فریدون خدا کی عنایت پر بہروسہ کر کے خوفناک اوس مکان مین داخل ہوا پہلے دفعہ تو اوسکے سامنے ڈراونی اور بہیانک صورت کے کالے دیو اور خونخوار اژدہے آئی پہر دیگر شعبدے اور

طلسمات نظر پڑی مگر فریدون نے غیبی تائید سے ان کی آئین سب کو نہ وبالا کر ڈالا اور جب یہان سے کچھہ آگے بڑہا تو ایک تخت جواہر سے لسا ہوا نظر پڑا فریدون نے کاوہ سے پوچھا کہ یہ کس کا تخت ہے کہا یہ اگرچہ اس سے بیشتر ضحاک تازی کا تہا مگر اب اسکی مالک آپ ہی ہین فریدون اوس مکلل تخت پر بیٹھ گیا اور ایک نامی واقف کار آدمی کو طلب کرکے کہا بہلا تجھے معلوم ہے کہ بیداد گر ضحاک آج کل کونسی ولایت مین ہے اوسنے کہا وہ فریدون کی جستجو مین بیحد رزہ پوش لشکر اور جنگی سوارون کو ہمراہ لیکر ہندوستان کی طرف گیا ہوا ہے یہان سے تہوڑی دور کے فاصلہ پر ایک طلسم کا مکان بنا ہوا ہے جسمین جواہرات کے علاوہ نقد روپیہ بہت سا ہے یہان اوسکی تہوڑی ہی سی فوج باقی رہ گئی ہے جو طلسم اور ضحاک کے حرم خانہ کی نگہبانی کرتی ہے فریدون اس گفتگو سے بہت خوش ہوا اور طلسم کو توڑ کر خزانہ کا سارا مال و زر اپنے قبضہ مین کرکے خدا کا بیحد شکر ادا کیا۔

جب ضحاک کا سارا خزانہ فریدون اپنے قبض و تصرف مین لا چکا تو پہر ضحاک کی حرم خانہ مین بیخوف درانہ گہسا چلا گیا اور وہان جو برگشتہ بخت اسکے مقابلہ مین آیا فوراً قتل کی سزا کو پہونچا یون تو حرم سرا مین کوئی بہی پری جمال و حور وش عورت ایسی نہ تہی جو فریدون کو دیکھکر از حد خوش نہوتی ہو اور جوش مسرت سے اوسکا چہرہ تمتما اوٹہا مگر سب سے زیادہ جمشید کی دونون بہنین جنہین ناپاک ضحاک نے اپنی صحبت کیلئے چہپا رکہا تہا فریدون کو دیکھکر انتہا مسرت کے لہجہ مین کہنے لگین اے عالیجناب بادشاہ ہمنے جو رنج و عذاب اوس دیو بیکر کی صحبت مین سہی ہین آپ سے کیا ذکر کرین آپ خود ہماری انتہا مصیبت کا اس سے اندازہ کر سکتے ہین کہ جب سے یہان آئے ہین ادہر تو سیہ رو ضحاک کے خوف و دہشت مین مبتلا ہین اودہر اوسکے خونخوار اژدہون کے بیم و ہراس مین گرفتار مگر اب ہمین کسی قسم کا خوف و ہراس نکرنا چاہیے کیونکہ خدا نے اپنی مہربانی سے تجھے یہان بہیجا اور ہمارا بلکہ اس تاج و تخت کا نیک وارث کہڑا کیا فریدون نے اون پریچہرونکی دلجوئی کے بعد پوچہا کہ اچہا ضحاک ہندوستان کی طرف کیون گیا ہے کہا صرف تیری جستجو مین غرضکہ جب فریدون نے ساری ملک کو تسخیر کر لیا تو یہان سے ایک پہلوان کندرو نامی جو ضحاک کے طلسم اور خزانہ کا مالک تہا بہاگ کر ضحاک کے پاس پہونچا اور آداب بجا لاکر عرض کی شاہا بغداد کی طرف سے ایک بہاری فوج دفعۃً ہمارے شہر مین آگہسی ہے اوسمین اگرچہ تین شخص سردار معلوم ہوتے ہین جنمین دو بڑے اور ایک چہوٹا ہے مگر ایک شخص جو سب سے چہوٹا ہے اوسکے چہرہ سے

شاہی رعب و دبدبہ ٹپکتا ہے اور بالفرور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمشید کی اولاد مین سے ہے وہی نوجوان صاحب دولت لشکر کا سپہدار اور فوج کا سرگروہ ہے اوسکے پاس ایک ایسا گرز فولادی گرز ہے جسکے دیکھنے سے بڑے بڑے بہادرون کے دل ہلتے ہین اوسنے بڑی جرأت و دلیری کے ساتہہ طلسم کو توڑ کر سارا مال و زر اپنے قبضہ مین کر لیا اور آپ کے جنگ آزما دیو جو اوس طلسم کی نگہبانی کرتے تہے اون سبکو چن چنکر قتل کر ڈالا اسکے علاوہ سب سے بڑا ستم یہ ہوا کہ وہ آپکے شبستان خاص مین بے ہراس گہس کر ناجائز تصرف کا مرتکب ہوا۔

ضحاک کا اس وحشت اثر خبر سے اگرچہ فوراً ماتہا ٹہنکا کہ ہو نہو وہ فریدون ہی ہو مگر لشکر کی بیدلی کا خیال کر کے اس راز کو پوشیدہ رکہا اور ہنسنا بناکر کہنے لگا اے کندرو وہ ضرور کوئی مہمان ہوگا جبہی تو بیخوف حرم خانہ مین چلا گیا اسکا کوئی بہی اندیشہ نکرنا چاہئیے ضحاک کی اس حماقت و سفاہت پر کندرو کو سخت تعجب ہوا اور جہنجہلا کر کہنے لگا بادشاہ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ جو شخص شاہی محلات مین شوخی اور بیباکی کے ساتہہ رہے جسکا لشکر سارے شہر پر قابض ہو جائے جسکے تمام ساکنان شہر دلی اطاعت بجالائے جسکے ساتہہ جہاندار جم کی بہنین بیحجاب رہین جسکے ہمکنار ایکطرف شہر ناز اور دوسری پہلو مین ارنواز رہے وہ مہمان نہوا کوئی آفت جان ہوئی۔

کندرو کی یہ گفتگو سنکر ضحاک غصہ مین بہڑک اوٹہا اور برجستہ کہنے لگا تو سخت احمق ہے تیری بات کا کچہہ اعتبار نہین کیونکہ تو خوف کے مارے وہان سے پریشان ہو کر بہاگا ہے مین نے سخت غلطی کی جو تجہہ جیسے ڈرپوک شخص کو شہر کا کوتوال بنایا اب آیندہ کسی قسم کی خدمت تیرے تفویض نکرونگا یہ کہکر ضحاک گہرے فکر مین پڑ گیا اور کچہہ اودہیڑ بن کے بعد لشکر کو کوچ کا حکم دیکر جہان نامور فریدون تہا وہان بہت جلد آپہونچا۔

ضحاک نے فریدون کے مقابلہ کے لئے اگرچہ بہت کچہہ کوشش کی مگر چونکہ اوسکی ساری فوج اوسکے جور و ستم سے پرخون اور بیدل بلکہ فریدون کے عہد کی طلبگار تہی باین سبب فریدون کا نام سنتے ہی سب کے سب اوسکی معیت اور رفاقت پر ٹوٹ پڑی۔

جب ضحاک کے لشکر نے اوس سے بددلی اور برخلافی ظاہر کی تو اوسے اسبات کا پورا یقین ہو گیا کہ بس اب میری اقبال اور نصیبہ نے مجہے جواب دیدیا آؤ یہ بہی آخری نصیبہ آزمائی ہے کہ

مین تنہا مسلح ہوکر فریدون کی خوابگاہ مین پہونچون اور سوتے کو قتل کر ڈالون چنانچہ جب رات ہوئی تو وہ بیباک سر سے پانو تک آہن مین غرق ہوکر فریدون کے سراغ مین چل نکلا اور کمند کے وسیلہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا دیکھتا کیا ہے کہ جمشید کی چھوٹی بہن سرنواز فریدون سے ہمکنار اور انتہا شوق مین گرم ناز ہو رہی ہے یہہ دیکھتے ہی ضحاک کے غصہ کی دبی ہوئی آگ بھڑک اوٹھی اور اوسکی رشک کی دہیمی اور سندی آتش تیز ہوئی پس ضحاک شتابی کے ساتہہ محل مین کمند ڈالکر نیچے اوتر آیا اور فرانہ فریدون کی خوابگاہ مین گہسا چلا گیا فریدون نے جب ضحاک کو آتے دیکھا تو فوراً اپنا تولائے گرز پکڑکر ضحاک کے مقابل اٹھ کھڑا ہوا اور گھما کر ایک ایسا گرز مارا کہ ضحاک بیتاب ہوکر زمین پر گر پڑا اور بمشکل تمام اوٹھکر بھاگنے کا ارادہ کیا فریدون نے چاہا کہ گرز کی دوسری ضرب سے اس ناپاک کو یہین تہ خاک ذوح ملا دیجے مگر اتنے مین ایک غیبی آواز بایں مضمون سنائی دی کہ خبردار اسے قتل نکر کیونکہ ابھی کوئی دن دنیا کی ہوا کہانی اسکے تقدیر مین باقی ہے ہان اس برگشتہ بخت کو زندہ پکڑکر پہاڑ کی کسی تنگ غار مین قید کردی فریدون نے اس صدا کے سنتے ہی گرز ہاتہہ سے پہینکدیا اور ظالم ضحاک کی مشکین باندہکر ایک پہاڑ مین جسے **دماوند** کہتے ہین لیجاکر قید کر دیا۔

صاحب روضۃ الصفا کہتے ہین کہ ضحاک عین مقابلہ کے وقت اپنے لشکرگاہ سے مفرور ہوگیا تہا فریدون کے لشکریون نے اوسکا تعاقب کیا اور مشکین باندہکر یہان لے آئے فریدون نے فرمایا کہ اس ظالم کے ہاتہہ پانو باندہکر گرز سے خوب سی سرکوبی کرو اور **کوہ دماوند** مین لیجاکر قید کردو مگر طبری کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ضحاک معرکہ لڑائی ہی مین فریدون کے ہاتہہ سے مارا گیا تاریخ معجم مین منقول ہے کہ فریدون کے بادشاہ ہونے سے پیشتر ہی کاوہ آہنگر نے ضحاک سے مقابلہ کیا اور ضحاک کاوہ کے ہاتہہ سے جان بچاکر کہین ایسی جگہہ جا چہپا کہ ہزار جستجو کے بعد بہی کسی نے اوسکا سراغ نہ پایا پس جب کاوہ مہم ضحاک سے فارغ ہوا تو فریدون بادشاہ کا پتہ لگا کر تخت و تاج کو اوسکے سپرد کیا۔

ان دونون روایتون مین صحیح موازنہ اور گہرے غور کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ پہلے روایت دوسری سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ مروج الذہب نیز تواریخ کی اور بہت سی معتبر کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ فریدون نے ضحاک کو **کوہ دماوند** مین قید کیا ہے اوسرور کا نام

اوسنے مہرجان رکہا اور اسے ایک بہت بڑی عید کا دن قرار دیا اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ضحاک معرکہ جنگ مین قتل نہین ہوا بلکہ زندہ فریدون کی قید مین آیا - اوسی مروج الذہب مین یہ بہی لکہا ہے کہ ضحاک کا باپ اوس زمانہ مین ارداد کے نام سے پکارا جاتا تہا اور ارداد فرس بن طہورث کی کی نسل سے گنا جاتا تہا -

لوگ کہتے ہین کہ تازیانے مارنے سولی پر چڑہانے مثلہ کرنے کا ضحاک سے پیشتر رواج نہ تہا اس قسم کی تادیب و تعزیر کا موجد و مخترع یہی ضحاک تہا اسکے زمانہ مین بہت سی ایسی چیزین بہی ایجاد کیگئی تہین جن سے مخلوق کی معلومات کا وسیع دائرہ بالکل تنگ ہوگیا تہا -

اس ظالم بادشاہ کی فرمانروائی اور سلطنت کا پہریرا ربع سکون مین پورے ہزار برس تک اوڑتا رہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ اسی بیداد کے زمانہ مین مبعوث ہوئے مگر بعض مورخون کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ فریدون کے زمانہ مین بہیجے گئے تہے واللہ اعلم -

دنیا اور اوسکے تمام چیزین اگرچہ فنا کے ہاتہ سے ہرگز بچ نہین سکتین اور بے ثباتی کا لقب اوسکے لئے نہایت ہی موزون اور چسپان ہوا ہے مگر جس شخص یا جس چیز کی کوئی عمدہ اور نیک یادگار رہے اوسکے نام کو زمانہ کی پلٹیان ہرگز صفحہ ہستی سے کہرچ نہین سکتین دیکہئے فریدون کو دنیا سے منہ موڑے کتنی مدت ہوئی مگر اوسکا نیک نام اسوقت تک اویزہ گوش روزگار ہورہا ہے

تمام شد

فہرست کتب مطبع میور پریس دہلی واقع حوض قاضی

تاریخ گلدستہ اودہ جس مین ابتدائے سلطنت نواب سعادت علی خان سے لیکر حکمران آخری واجد علی شاہ تک ۱۳ تصویرات اور جس کتاب مین تصورات عکسی فوٹوگراف لگائی گئی مین جلد ص

تاریخ غوری سلطان شہاب الدین غوری سے لیکر قطب الدین تک تصویرات کلان نقل عکسی ایک مرقعہ قلمی سے اوتار کر مع حالات تاریخی لگائی گئی ہین جسکی ہر ایک تصویر سے رعب و داب شجاعت ظاہر ہے ۸ر

تاریخ جوبلی تمام ہندوستان کے جشن جوبلی کے حالات قابل دید درج ہین عہ

سوانح عمری نورتن اکبری یہ وہ نایاب سوانح عمری ہے جسکی دید کا ایک زمانہ مشتاق تہا اور جسکو مطبع نے بڑی کوشش اور صرف کثیر سے طبع کیا ہے۔ سوانح عمری مین مندرجہ ذیل درباریان اکبر بادشاہ کے حالات نادرہ درج ہوئی ہین جلال الدین اکبر بادشاہ معہ چہ بیگمات جنکے نام نامی یہ ہین۔ جودہ بائی سلیمہ خانم عارف النساء بیگم مریم یا میری بیگم رانی بنت ملکہ سعیدی بانو بیگم بعدہ ارکین سلطنت مین ملا دو پیازہ۔ بیربر۔ شیخ ابو الفضل فیضی نواب خانخانان۔ مرزا کوکلتاش حکیم ہمام۔ راجہ ٹوڈرمل راجہ مان کے کل حالات بتوضیح و خوبی تمام درج کیے گئے ہین علاوہ اسکے ایک نقشہ دربار نورتن اکبری کا کہ جس مین کل درباریان اکبری جلال الدین اکبر بادشاہ کے موجود ہین جو ایک نہایت صحیح مرقعہ قلمی سے فوٹو اتار کر لگایا گیا ہے جسکی دید سے آنکھون کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔ قیمت فی جلد کاغذ ولایتی ۱ روپیہ کاغذ دیسی پر ۲ روپیہ ۸ عہ

سوانح عمری سیواجی مرہٹہ ۱ر

سوانح عمری افلاطون ۲ر

سوانح عمری ارسطو ۴ر

سوانح عمری لقمان حکیم ۴ر

سوانح عمری سعدی شیرازی ۸ر

سوانح عمری بیربر و ملا دو پیازہ ۴ر

عجائب التاریخ حالات ظہور و خدہ منورہ اسد اللہ خان غالب علی بن ابی طالب اور حالات سوانح عمری نوشیروان عادل اس خوبی سے درج کئے گئے ہین کہ جنکے دیکھنے سے لطف حاصل ہوتا ہے ۴ر

غرائب نگار اس نایاب تاریخ کے اندر تمام ہندوستان اور دیگر ولایتون کے نامی نامی پانسو عمارات کے حالات مع تاریخ تعمیر و نقشہ جات درج ہین۔ دیسی کاغذ پر ۸ عہ

مرقعہ سلطانی اس چہوٹی سی تاریخ کے اندر ۲۰ بادشاہان خاندان تیموریہ کی اور کل شاہان روم و سلاطین یورپ کی تصویرات نقل عکسی معہ حالات درج ہوئے ہین ۸ر

الوان نعمت اس کتاب کے تین حصے ہین حصہ اول مین مسلمانون کے کل کہانون کی ترکیبین قریب تین سو کے لکہی گئی ہین دوسرے حصے مین ہندوون کے کل کہانون کی ترکیبین قریب دو سو کے درج ہین تیسرے حصے مین انگریزی کہانون کا بیان ہے۔ فی حصہ ۱۲ر جلد کامل قیمت دو روپیہ

اکسیر ملمع چاندی اور سونے کا ٹھنڈا اور گرم جس قسم کا ملمع منظور ہو نہایت خوبصورت اور پایدار ملمع استعمال کر سکتے ہو۔ ۴ر

گلدستہ طلسمات فرنگ اس کتاب کے اندر قریب پانسو کے وہ شعبدے اور طلسمات انگریزی درج ہین کہ جو یورپ مین تہیٹرون مین پانچ پانچ اور چار چار روپیہ کی کرسی لگا کر دکہاتے ہین مثلاً بندوق فیر کرنا آستین سے کبوتر نکالنا پیسے کا روپیہ اور روپیہ کا پیسہ بنانا ایک ٹوپی کے اندر سے سینکڑون چیزین نکال کر دکہانا وغیرہ۔ ۲ روپیہ

اکسیر گشتہ حصہ اول جس مین تمام قسم کے کشتون یعنے چاندی